# SENATE OF PAKISTAN

# SENATE DEBATES

*Sunday, September 24, 1995*

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty six minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

----------------------

*Recitation from the Holy Quran*

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولله ما فی السموات وما فی الارض ولقد وصینا الذین اوتواالکتب
من قبلکم وایاکم ان اتقواالله و ان تکفروا فان لله ما فی السموات وما
فی الارض وکان الله غنیا حمیدا O ولله ما فی السموات وما فی
الارض و کفی بالله وکیلا O ان یشا یذهبکم ایها الناس و یات
باخرین وکان الله علی ذالک قدیرا O من کان یرید ثواب الدنیا
فعندالله ثواب الدنیا و الاخره وکان الله سمیعا بصیرا O

ترجمہ: اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے۔ (تم اس کی فرمانبرداری کرو گے تو اپنے ہی فائدہ کے لئے کرو گے) اور ہم نے تم سے پہلے کتاب والوں کو حکم دیا ہے اور تم کو بھی (یہی تاکیدی حکم دیا ہے) کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر تم نافرمانی کرو گے تو (اللہ بے نیاز اور مستغنی ہے اسے تمہاری اطاعت کی ضرورت نہیں. تم اس کے محتاج ہو اور) اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اللہ بے پروا بڑی خوبیوں والا ہے۔

اور (خوب یاد رکھو) کہ اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور

# SENATE OF PAKISTAN

## SENATE DEBATES

*Sunday, September 24, 1995*

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty six minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

---

*Recitation from the Holy Quran*

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولله ما فی السموات وما فی الارض ولقد وصینا الذین اوتواالکتب
من قبلکم وایاکم ان اتقواالله و ان تکفروا فان لله ما فی السموات وما
فی الارض وکان الله غنیا حمیدا O ولله ما فی السموات وما فی
الارض و کفی بالله وکیلا O ان یشا یذھبکم ایھا الناس و یات
باخرین وکان الله علی ذالک قدیرا O من کان یرید ثواب الدنیا
فعندالله ثواب الدنیا و الاخره وکان الله سمیعا بصیرا O

ترجمہ: اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے۔ (تم اس کی فرمانبرداری کرو گے تو اپنے ہی فائدہ کے لئے کرو گے) اور ہم نے تم سے پہلے کتاب والوں کو حکم دیا ہے اور تم کو بھی (یہی تاکیدی حکم دیا ہے) کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر تم نافرمانی کرو گے تو (اللہ بے نیاز اور مستغنی ہے اسے تمہاری اطاعت کی ضرورت نہیں۔ تم اس کے محتاج ہو اور) اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اللہ بے پروا بڑی خوبیوں والا ہے۔

اور (خوب یاد رکھو) کہ اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور

اللہ کا کارساز ہونا کافی ہے۔ اے لوگو! اگر اللہ چاہے تو تم (سب) کو اٹھا لے اور دوسروں کو لا بٹھائے اور اللہ اس پر قادر ہے (کہ تم کو فنا کر کے دوسرے مطیع اور فرمانبردار لوگوں کو پیدا کر دے) جو کوئی دنیا (میں عمل) کا بدلہ چاہتا ہو تو (وہ اپنے دنیاوی فائدہ کے ساتھ اللہ سے تعلق بھی کیوں نہ پیدا کرے کہ) اللہ کے پاس دنیا و آخرت دونوں کا اجر (و ثواب) ہے (دونوں کمانے آخرت چھوڑ کر صرف دنیا کی طرف جھکنا تو بڑی نادانی ہے) اور اللہ سب کچھ سنتا دیکھتا ہے۔

## LEAVE OF ABSENCE

**جناب چیئرمین:** جی، سید قاسم شاہ صاحب نے درخواست بھیجی ہے کہ وہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 21 ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے، اس لئے انہوں نے ایوان سے اس تاریخ کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

**جناب چیئرمین:** میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیر اللہ خان بابر صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر کراچی میں ہیں، اس لئے آج وہ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

**قاضی حسین احمد:** پوائنٹ آف آرڈر، جناب چیئرمین۔

## POINT OF ORDER: RE: THE ARREST OF THE LEADER OF JAMAT-I-ISLAMI

**جناب چیئرمین:** جی، جناب قاضی صاحب۔

**قاضی حسین احمد:** جناب چیئرمین! آج سے تقریباً ایک ماہ پہلے سے مقبوضہ .. کے ایک بڑے مجاہد اور چرار شریف کے ہیرو مست گل صاحب، آئے ہوئے ہیں، انہوں نے ملک کا دورہ کیا۔ اسی سلسلے میں وہ اپنے گاؤں کرم ایجنسی کی طرف چلے گئے۔ کرم ایجنسی میں اپنے گاؤں کی طرف جاتے ہوئے لوگ ان کے استقبال کے لئے نکلے۔ سدہ کے مقام پر ان کو روکا گیا اور ان کے ساتھ توہین آمیز سلوک کیا گیا، ان کے ساتھ ساتھ کرم ایجنسی کے چالیس (ملکوں) کو گرفتار کر کے ڈیرہ اسماعیل خان جیل میں بند کر دیا گیا۔ اب تک ان میں سے اکثر لوگ جیل میں ہیں۔ جن میں سے ایک جماعت اسلامی، کرم ایجنسی کے امیر حاجی سلیم خان جو نابینا ہیں، وہ بھی

ان کے اندر شامل ہیں۔

جناب والا! ان کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ یہ معافی نامے لکھیں اور ساتھ ہی جرمانے بھی داخل کریں۔ حالانکہ جرم کوئی بھی نہیں ہے۔ اس سے قبل باڑہ میں جو واقعات ہوئے، خیبر ایجنسی میں جو واقعات ہوئے، اس کے بعد تنظیم اتحاد العلماء قبائل کے امیر مولانا عبدالہادی اور خیبر ایجنسی کے جماعت اسلامی کے امیر مولانا عبدالودود آفریدی کو ایک غلط کیس، کلاشنکوف کا کیس ڈال کر نوشہرہ سے گرفتار کیا گیا اور ان کو جیل میں بند کر دیا گیا۔ بڑے مظاہروں کے بعد اور قبائلیوں کے احتجاج کے بعد ان کو جیل سے رہا کر دیا گیا لیکن ان کو اب مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ تنظیم اتحاد العلماء قبائل کی تنظیم کو توڑ دیں۔ حالانکہ دستور کے مطابق یہاں کے تمام شہریوں کا حق حاصل ہے کہ وہ منظم ہو سکتے ہیں، ایسوسی ایشن قائم کر سکتے ہیں۔ جب کہ اس تنظیم پر officially کوئی بھی پابندی نہیں ہے لیکن صرف اس بنیاد پر کہ عبدالودود کی جگہ پر تنظیم اتحاد العلماء قبائل کا ایک اجلاس ہوا اور انھوں نے مجھے آفریدی قبائل کے ایک بڑے اجتماع کو خطاب کرنے کی دعوت دی۔ عبدالودود آفریدی کے چار رشتہ داروں کو جن میں ایک فالج زدہ اور ایک نابینا بوڑھا آدمی تھا اس کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔

جناب والا! اسی طریقے سے مالاکنڈ ایجنسی سے اور باجوڑ [illegible] ں سے لوگ فرار ہیں، باجوڑ ایجنسی کے لوگ مفرور ہیں کہ ان کو اپنی جگہ آنے [illegible] اور اگر وہ آتے ہیں تو ان کو پکڑا جاتا ہے۔ شریعت کے نام سے جن لوگوں نے مطالبہ کیا تھا ابھی تک بہت سارے لوگ ڈیرہ اسماعیل خان جیل کے اندر ہیں، اور ان سے یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ یہ لکھ کر دیں کہ وہ شریعت نہیں مانگیں گے۔ ایک غیر اسلامی اور غیر قانونی مطالبہ ہے۔ اسی طرح جناب والا Frontier crimes regulation کے تحت political agent قبائلی علاقے میں جو کچھ بھی ظلم کریں اس کی فریاد کی کوئی حد نہیں ہے اور ان لوگوں کی یہ بھی شکایت ہے کہ جو انتظامیہ ہے، چیف سیکرٹری ہے، یا کمشنر ہے، یا اوپر چیف منسٹر ہے وہ ان کے مقابلے میں اپنے ایم پی اے کی بات تو مانتے ہیں صوبائی اسمبلی میں چونکہ ان کی نمائندگی نہیں ہے اس لئے ان کی کسی جگہ شنوائی نہیں ہوتی جناب والا! یہ اندھیر نگری ہے۔ ظلم کا دور دورا ہے لوگوں کو بالکل ......

پرندوں کی طرح شکار کیا جاتا ہے اور ان کو قتل کیا جاتا ہے ان علاقوں میں توہین آمیز سلوک کیا جاتا ہے چھوٹے چھوٹے کمروں میں لوگ مہینوں مہینوں بند رہتے ہیں اور کوئی اپیل کی جگہ

نہیں ہے جناب والا ! میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ کوئی راستہ ہمیں بتائیں اور کوئی راستہ ہمیں دکھائیں کہ قبائلی علاقے کو ظلم کی اس گرفت سے نجات دلائی جا سکے ۔

**جناب چیئرمین** ۔جی جناب رضا ربانی صاحب

**میاں رضا ربانی** ۔شکریہ جناب چیئرمین صاحب ، فاضل سینیٹر نے جو نکتہ اٹھایا ہے وہ میں نے نوٹ کر لیا ہے میرے پاس اس واقعے کی پوری معلومات نہیں ہیں لیکن میں آج ہی وزارت داخلہ سے اور گورنر NWFP سے اس سلسلے میں دریافت کر کے فاضل ممبر کو آگاہ کر دوں گا ۔ لیکن جہاں تک ایک بات فاضل ممبر نے کہی ہے کہ لوگوں کو جیل میں رکھ کر یہ کہا جا رہا ہے کہ آپ شریعت کے مطالبے سے دستبردار ہوں تو میں اس بات کو آپ کے توسط سے نہ صرف فاضل ممبر کو بلکہ پورے ہاؤس کو اس بات کی یقین دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے اور حکومت اپنی آئینی ذمہ داری سے پوری طرح آگاہ ہے اور ہمیشہ حکومت کی یہ کوشش رہی ہے کہ تمام کے تمام جو قوانین ہیں ان کو اسلامی آئین کے مطابق ڈھالا جائے ۔ لہذا میں ان کو پوری طرح اس بات کی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔

**جناب چیئرمین** ۔ جی جناب مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب ۔

**مولانا محمد عبدالستار خان نیازی** ۔جناب چیئرمین ! جو کچھ قاضی صاحب نے بیان کیا ہے کہ یہ واقعات ہیں ۔ لیکن میرا نقطہ اعتراض یہ ہے کہ جب شریعت ایکٹ پاس ہو چکا ہے اور اس میں تمام علاقے شامل ہیں چاہے وہ آزاد قبائل ہوں یا کوئی بھی ہو اس کے بعد میں سمجھتا ہوں شریعت ایکٹ کے نفاذ کا اگر کوئی مطالبہ کرے ۔ اس کے لئے زور دے ، مظاہرہ کرے تو اس پر گولیاں چلانا اس کو برباد کرنا کہاں جائز ہے اور ہمارے صدر کا یہ کہنا کہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے افسوس ناک ہے شریعت لاء اینڈ آرڈر کے تابع نہیں ہے لاء اینڈ آرڈر شریعت کے تابع ہے ۔ حکومت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ان تمام اقدامات کو بند کریں یہ قتل و غارت بند کریں اس ظلم اور زیادتی سے ان کا منہ کالا ہو رہا ہے اور اس طریقے سے ساری دنیا کے اندر اور عالم اسلام کے اندر یہ ہماری توہین ہو رہی ہے کہ شریعت ایکٹ پاس ہو چکا ہے اس کو نافذ نہیں کرتے بلکہ اس کے نفاذ کا مطالبہ کرنے والوں پر گولیاں چلتی ہیں جناب والا اس کا کیا جواز ہے یہ

سراسر ظلم، زیادتی اور شریعت کی توہین ہے۔

جناب چیئرمین ۔ جی جناب گچکی صاحب ۔

جناب منظور احمد گچکی ۔ جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ قاضی صاحب نے جو جنرل مست گل کے بارے میں یہاں جو بات کی میرے خیال میں قاضی صاحب through Senate message دینا چاہتے ہیں کہ مست گل بقول ان کے پاکستانی ہے، وہ occupied teritories میں جاتے ہیں وہاں پر علی الاعلان ایک بات کرتے ہیں جہاد کی یا اور کسی چیز کی۔ تو جناب والا یہ شاید message ہے اور پاکستان گورنمنٹ کو involve کرنے کا ایک خوبصورت ترین طریقہ ہے ۔ ایک پاکستانی کو ایسے علاقے میں جا کر ان سرگرمیوں میں حصہ لینے کا مطلب یہ ہے کہ ہم دنیا کو یہ message دینا چاہتے ہیں کہ A B C پولیٹیکل پارٹیاں جو ہیں وہ اس struggle میں directly involve ہیں جبکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم morally کشمیر کے ایشو کو یا اس کے مسئلے کو support کرتے ہیں۔ لیکن اگر یہاں سے لوگ وہاں پر جائیں اور خود activities میں حصہ لیں تو یہ ایک پوزیشن خراب کرنے والی بات ہے ۔ باقی یہ کہ باڑہ میں یہ مسئلہ ہوا ۔ یقیناً arrest یا harassment حکومت کے لئے صحیح نہیں ہے کہ وہ کرے لیکن کیا کسی شہری کو یہ حق دیا جا سکتا ہے کہ وہ جیل بنائے ۔ لوگوں کو گرفتار کرے ۔ لوگوں کو ٹارچر کرے اور صرف یہ کہ وہ تو سوسائٹی کو refine کرنے والی بات ہے ۔ یہ تو حکومت کے قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے والی بات ہے ۔ میری گزارش یہ ہے کہ قاضی صاحب اس سے اجتناب کریں اور یہ کہنے کی کوشش نہ کریں کہ جماعت اسلامی directly وہاں پر activities میں ملوث ہے ۔ کیونکہ ان حالات میں حکومت پاکستان کا ایک انٹرنیشنل سطح پر جو ایک وقار ہے وہ خراب ہو جاتا ہے ۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی ۔ ۔ جناب قاضی حسین احمد۔

قاضی حسین احمد۔ جناب یہ میں نے پوائنٹ اٹھایا نہیں تھا ۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے یہ تو پوائنٹ آپ نے اٹھایا تھا۔

قاضی حسین احمد ۔ اس پر میں بعد میں بات کروں گا جو انہوں نے کی ہے ۔ میں اس کو reserve کرتا ہوں لیکن جو اس وقت میں نے بات اٹھائی ہے وہ دوسری ہے ۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے، وہ دوسری بات ہے ۔ جی، جناب حاکمین صاحب کچھ کہنا چاہتے تھے۔ پہلے ان کی بھی بات سن لیں ۔ سب کو موقع دیتے ہیں ۔

ملک حاکمین خان۔ مولانا صاحب نے جو کہا ہے کہ ان کا منہ کالا ۔ جو انہوں نے اس طرح بات کرتے ہوئے فرمایا ہے کیونکہ دو مختلف آراء ہیں ۔ جب آپ اس debate پر اجازت دیں گے تو thoroughly اس پر معاملات discuss ہونگے لیکن جو زبان استعمال کی ہے اس پر مجھے اعتراض ہے ۔

جناب چیئرمین۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ منہ کالا نہیں ہے ٹھیک ہے ۔ جی جناب اشتیاق اظہر صاحب۔

سید اشتیاق اظہر ۔ جناب چیئرمین صاحب! روز نامہ جنگ کراچی مورخہ 22 ستمبر کی ایک اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ دو مقامی عداتوں نے بلدیہ ٹاؤن میں کونسلر ولی محمد ترک کو قتل کرنے اور گلشن اقبال میں ویگن گرانے کے دو مقدمات میں قائد ایم کیو ایم الطاف حسین اور سینٹر اشتیاق اظہر ، صوبائی اسمبلی کے رکن شعیب بخاری ، عبدالقادر لاکھانی ، اجمل دہلوی ، فاروق دادا ، خالد بن ونید اور عمران فاروق کی ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کرنے کا حکم دیا ہے ۔ اتفاق سے وزیر قانون موجود ہیں ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں اٹھارہ ماہ سے جیل میں ہوں -----

جناب چیئرمین۔ تو یہ پرانا مقدمہ ہے یا کوئی نیا ہے ؟

سید اشتیاق اظہر ۔ یہ کوئی نیا مقدمہ ہے ۔ یہ ابھی جاری ہوا ہے ۔ یہ 22 ستمبر کی خبر ہے ، تو وزیر صاحب اس کی وضاحت فرمائیں کہ یہ کس قاعدے کے تحت ہو رہا ہے ؟ کہ موصوف تو اٹھارہ ماہ سے جیل میں ہے اور production order کے تحت یہاں لایا جاتا ہے -----

جناب چیئرمین۔ یہ تو ان کی مجبوری ہے کہ آپ جیل سے نکلتے نہیں تو وہ کیا کریں مقدمہ کیسے بنائیں ؟ آخر مقدمہ تو بنانا ہوتا ہے ۔

سید اشتیاق اظہر ۔ جناب، سوال یہ ہے کہ جو آدمی جیل میں ہے اس کو کم از کم معاف کردیں۔

جناب چیئرمین۔ جی، وزیر قانون صاحب، یہ کیا کہہ رہے ہیں کہ میں جیل میں ہوں

اور مقدمے بنائے جا رہے ہیں؟

**پروفیسر این ڈی خان۔** جو texts معزز سینٹر نے پڑھ کر سنائے ہیں وہ اخباری خبر ہے۔ جو پوری طرح معتبر نہیں اور جس کی legitimacy بالکل sure نہیں ہے اور جہاں تک ولی محمد ترک کے قتل کا سوال ہے تو یہ میرا خیال ہے کہ پانچ چھ ماہ پہلے کا واقعہ ہے۔

**جناب چیئرمین۔** لیکن یہاں زیادہ فکر اشتیاق اظہر کا ہے ولی محمد صاحب تو اپنا خود deal کریں گے۔

**جناب این ڈی خان۔** میں معزز سینٹر صاحب کو یہ یقین دلاتا ہوں کیونکہ یہ صوبائی معاملہ ہے اس کی تفصیلات معلوم کر کے بتاؤں گا۔

**جناب چیئرمین۔** جی بھنڈر صاحب۔

**چوہدری محمد انور بھنڈر۔** جناب والا! پارلیمانی روایت یہ ہے کہ اگر کسی ایوان میں کوئی یقین دہانی کرائی جائے یا یہ وعدہ کیا جائے کہ کسی معاملے میں کوئی فاضل وزیر حالات معلوم کر کے ہاؤس کو آگاہ کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ فاضل وزیر پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اس کے بعد اس معاملے کے متعلق ہاؤس کو اعتماد میں لے یا ہاؤس کو مطلع کرے۔ جناب والا! آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے گزشتہ اجلاس میں اور اس سے پہلے بھی یہ پوائنٹ اٹھایا تھا کہ سپریم کورٹ کے دو فاضل جج صاحبان ولی محمد صاحب اور چوہدری محمد رفیق تارڑ صاحب کی پنشن کو پہلے تو Law Department نے چھ ماہ اپنے قبضہ میں رکھا اور بلا وجہ اس پر بیٹھے رہے اس کے بعد یہاں آواز بلند ہوئی تو پھر شاید خیال آیا کہ اس کو تھوڑا آگے کیا جائے پھر یہ پرائم منسٹر سیکرٹریٹ میں گئی۔ جناب، وہاں دو ماہ تک یہ فائل پڑی رہی۔ اس کے بعد اب صدر مملکت تک پہنچی اور دو ماہ سے اب فائل وہاں پڑی ہے۔ میری اطلاع کے مطابق، جناب میں آپ کو مطلع کردوں کہ ایک جج صاحب بھی، پھر ان میں سے اب یہ ہوا ہے کہ اب فیصلے قسطوں میں ہونے لگے ہیں کہ ایک جج صاحب کی پنشن، جناب ولی محمد صاحب کی، determine کر کے بھیج دی گئی ہے۔ لیکن چوہدری محمد رفیق تارڑ صاحب کی فائل کا ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا، وہ یکم نومبر کو ریٹائرڈ ہوئے، آج ستمبر آ گیا ہے، لیکن Presidential Order موجود ہے، President نے خود determine کر کے، Presidential Order No.3 جاری کیا ہوا ہے کہ اس کے مطابق کر دیا جائے۔ لیکن پھر

بھی فائل President کے پاس جاتی ہے، چلیئے چلی جائے، formality ہو گی کہ وہ اگلے دن دستخط کر کے بھیج دیں۔ آج تک جناب گیارہ مہینے ہو گئے ہیں سپریم کورٹ کے جج کی پینشن determineنہیں ہوئی۔ تو جناب، کیا انصاف کی توقع رکھیں؟ دوسرے ملازمین ہیں، یہ معاملہ جناب والا، میں بارہا اٹھا چکا ہوں اور میں جناب کی وساطت سے، فاضل وزیر قانون کی خدمت میں یہ عرض کر چکا ہوں لیکن میری اس عرضداشت کا آج تک حکومت کے کانوں پر کوئی اثر نہیں ہوا اور یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو سپریم کورٹ کے جج کا ہے، یہ کسی عام آدمی، شہری یا عام ملازم کا نہیں ہے۔ اور وہ اس سزا میں کم از کم فاضل وزیر قانون یہی بتا دیں کہ جسٹس محمد رفیق تارڑ کو کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے؟ اور اس سلسلہ میں جناب، میں یہ عرض کروں کہ کسی کو تنخواہ نہ ملے، کسی کو پینشن نہ ملے، ایک جج نے دیانتداری سے کام کیا ہو، تو کیا جناب اس کو سزا دینا مطلوب ہے کہ اس کی ہر چیز بند کر دی جائے اس میں حکومت کا کیا مقصد ہے؟ میں یہ گزارش کروں گا، آپ کے توسط سے، اور آپ کی امداد سے ناب والا، یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ بڑا serious ہے، میں نہایت مودبانہ گزارش کروں گا کہ technical difficulties جیسے الفاظ جو ہیں فاضل وزیر قانون استعمال نہ فرمائیں، اور یہ جو اس کا rigma role ہے، میں اس کا معترف ہوں کہ فاضل وزیر قانون بہت اچھی انگریزی بول سکتے ہیں، میں اس بات کا بھی معترف ہوں کہ ان کا اردو expression بھی بہت اچھا ہے لیکن میں تو جناب اس مسئلے کا حل چاہتا ہوں، میں اس مسئلے کو الجھانا نہیں چاہتا اور نہ میں technicalaties میں پڑنا چاہتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ حل ہو، اور جناب یہاں آ کر یہ statement دیں کہ ہم نے پینشن release کر دی۔

جناب چیئرمین۔جی جناب، رضاربانی صاحب۔

میاں رضا ربانی ۔ میں آپ کے توسط سے بھنڈر صاحب کو سب سے پہلے اس بات کا یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے جس میں کہ خدانخواستہ کسی جج کو سزا دینا مقصود ہو یا کوئی اور ایسی بات ہو، کیونکہ بھنڈر صاحب کو یاد ہو گا کہ بالکل درست فرماتے ہیں کو دو دفعہ پہلے اس مسئلے کو floor of the House پر اٹھا چکے ہیں؛ اور میں نے assurance بھی دی تھی اور floor of the House کے علاوہ بھی بھنڈر صاحب سے میری اس مسئلے پر بات ہوئی

ہے اور لاء منسٹری اس کو follow up کرتی رہی ہے لیکن آپ کو پتا ہے اور آپ خود اس منسٹری میں رہے ہیں ۔ کچھ mechanism یا کچھ bureaucratic red tapism کی وجہ سے ان فائلوں میں تاخیر ضرور ہوئی ہے ۔ اس تاخیر سے میں انکار نہیں کرتا لیکن میں آپ کے توسط سے ۔ اس ہاؤس کو اور honourable Senator کو اس بات کی یقین دہانی کرتا ہوں کہ عدلیہ کے تمام Judges کے لئے حکومت کے پاس بہت احترام ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ عدلیہ جو ہے وہ سوسائٹی کا ایک مضبوط ستون ہے اور خاص طور پر ایک democratic policy کے اندر Judges' اور عدلیہ ایک بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں ۔ اور میں ایک دفعہ پھر آپ کے through اس ہاؤس کو اور honourable Senator کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ میں اس بات کو personally پہلے بھی follow up کرتا رہا ہوں ابھی بھی میں آج جا کر مزید follow up کر کے انشاء اللہ ایک دو دنوں کے اندر جو چھوٹی موٹی رکاوٹ رہ گئی ہے اس کو بھی ختم کروا دوں گا ۔

جناب چیئرمین۔ اس پر تو میرا خیال ہے President کا order ہو گا ؟

میاں رضا ربانی۔ جی جناب۔

جناب چیئرمین۔ تو اس میں کیا دقت کیا ہے ؟

میاں رضا ربانی ۔ وہ آپ کو پتا ہے

How the files shuttle accross that is the only reason, otherwise, there is no other reason I can assure you.

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔ یہ کوئی reason نہیں ہے ۔ Presidential Order No.3 موجود ہے ۔ ولی محمد صاحب کی اور رفیق تارڑ صاحب کی فائل کے ہی دن President صاحب کو submit ہوئی ہے ۔ similar file ہے ۔ similar question ہے ۔ ایک دن وہ ریٹائرڈ ہوئے ہیں ۔ ایک دن وہ پہلے ہوئے ہیں ۔ ایک دن وہ بعد میں ہوئے ۔ اور صرف یہ ہے کہ ایک کی روک لی گئی ہے اور ایک کی release کر دی گئی ہے ۔

میاں رضا ربانی۔ جناب اس میں کوئی روکی نہیں گئی ہے ۔ I will come back.....

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔ جناب والا' وزیر صاحب دو روز کہہ رہے ہیں میں عرض

کروں گا کہ یہ ایک ہفتے میں release کروا دیں ۔

میاں رضا ربانی۔ میں انشاء اللہ ایک ہفتے میں release کروا دوں گا۔

جناب چیئرمین۔جی جناب تاج حیدر صاحب۔

جناب تاج حیدر۔ جناب والا' ولی محمد ترک صاحب کی بات یہاں پر کی گئی ہے ۔

جناب چیئرمین۔ میں نے کہا تھا ان سے زیادہ ہمیں اشتیاق اظہر سے دلچسپی ہے ' وہ تو ٹھیک ہے مقدمہ ہے وہ نمٹیں گے لیکن اشتیاق اظہر صاحب کے مقدمے کی ہمیں فکر ہے کہ یہ تو 18 مہینے سے ادھر ہیں ۔

جناب تاج حیدر ۔ جی ہاں ' وہ آپ درست فرما رہے ہیں لیکن میں ولی محمد ترک صاحب کے بارے میں عرض کروں گا کہ -----

جناب چیئرمین۔ چھوڑیں جی ولی محمد ترک صاحب کو' دیکھا جائے گا۔

جناب تاج حیدر۔ جناب والا' دیکھا نہیں جائے گا ' انہیں بہت بےدردی سے قتل کیا گیا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ اس کی کوئی بات نہیں ہوئی' کوئی ذکر نہیں ہوا آپ اس کو کیوں اتنی اہمیت دیتے ہیں؟

جناب تاج حیدر ۔ اس لئے کہ انہیں بہت بےدردی سے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت شہید کیا گیا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ ولی محمد صاحب کو --

جناب تاج حیدر۔ جی ولی محمد ترک صاحب کو---

جناب چیئرمین۔ اچھا اچھا ' I thought he has been arrested in some case.

جناب تاج حیدر ۔ نہیں جناب ' He was sitting outside His house. He was a very peaceful person. ان کا کسی سے جھگڑا نہیں تھا دونوں طرف سے گلی گھیر کر ان کو بےدردی سے قتل کیا گیا ہے اور ظاہر ہے ان قتل کرنے والوں کا بھی ولی محمد ترک صاحب

کے ساتھ کوئی ذاتی جھگڑا نہیں تھا۔ ولی محمد صاحب ایسے آدمی نہیں تھے کہ جن کا کسی سے ذاتی جھگڑا ہو ۔ باقاعدہ ایک منصوبے کے تحت انہیں قتل کیا گیا ہے ۔

**جناب چیئرمین۔** ٹھیک ہے جی ۔ جناب آغا صاحب۔

**سید محمد فضل آغا۔** جناب والا ، میں آپ کے توسط سے پورے ایوان کی طرف سے ملک محمد قاسم صاحب کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں ۔ وہ انٹی کرپشن کے چیئرمین ہیں اور ان کے استفسار پر آج اخبار میں آیا ہے کہ حکومت کے تمام محکموں نے ان کو لکھ کر بھیجا ہے کہ پورے پاکستان میں تمام محکموں میں کوئی کرپٹ آدمی نہیں ہے ۔ سب ایماندار ہیں ۔

**جناب چیئرمین۔** اچھا ۔

**سید محمد فضل آغا۔** یہ بڑی خوش قسمتی کی بات ہے ۔ میں سمجھتا ہوں ان کی بڑی efficiency کی بات ہے۔

**جناب چیئرمین۔** میرا خیال ہے کہ یہ کمیٹی کا کارنامہ ہے کہ لوگ اتنے ایماندار ہو گئے ہیں ۔

**سید محمد فضل آغا۔** مجھے بڑا تعجب ہوا کہ جب ہم باہر جاتے ہیں تو اس حکومت کی کرپشن کے چرچے ساری دنیا میں ہو رہے ہیں ۔ ملک کے اندر تو چھوڑیں ملک کے باہر بھی ہو رہے ہیں اور ہماری یہ بیوروکریسی اتنی ڈھیٹ ہو گئی ہے کہ انہوں نے ان کو لکھ کر بھیجا ہے کہ ہمارے ہاں کوئی کرپٹ آدمی نہیں ہے اور سب کرپشن ختم ہوگئی ہے لہذا میں چاہوں گا کہ ملک صاحب اس پر کچھ فرمائیں کہ وہ خود اس پر مطمئن ہیں کہ نہیں؟

Malik Muhammad Qasim: It is correct what my friend is saying. Actually, I think, he is repeating my remarks and I received these answers that may be on account of our--- we have finished corruption in the country. But I was rather surprised when I received those replies. And therefore, now we have taken on ourselves, we have asked all the Ministries and Divisions that all the officials working with them from grade 17 to 22, should give their assets and

also the sources of assets and also inform the committee as to how many of their children of each official is studying abroad

**جناب چیئرمین۔** ملک صاحب ، یہ انفارمیشن تو پہلے ہی حکومت کے پاس نہیں ہوتی۔

The rules require this.

**ملک محمد قاسم۔** یہ ہے جناب لیکن point یہ ہے کہ اس طرح تو پھر ہر چیز کے لئے پہلے سے قوانین ہیں ۔ یہ حیرانگی کی بات اس لیے تھی کہ بہت سے افسران پر مقدمات چل بھی رہے ہیں اور بہت سے افسران کے خلاف بہت سی departmental enquiries بھی ہو رہی ہیں

Inspite of that it is very strange that we received a reply that the return was nil almost in every case, except one or two. It is very sad, I must admit that. And I think that the step which we have taken now, that may rectify the position.

**جناب چیئرمین۔** جی مولانا صاحب۔

**حافظ فضل محمد۔** جناب والا میں بارہ کے مسئلے پر کچھ عرض کروں گا ۔ جیسا کہ قاضی صاحب نے فرمایا کہ وہاں ان لوگوں پر بیلوں میں تشدد کیا جا رہا ہے اور ایسا توہین آمیز اور ہتک آمیز سلوک کیا جا رہا ہے کہ چنگیز خان کو بھی انہوں نے مات دے دی ہے ۔اور یہ حقیقت پر مبنی ہے کہ وہاں ان کو اس بات پر مجبور کیا جا رہا ہے کہ آپ اس مطالبے سے دستبردار ہو جائیں ۔ دوسری بات یہ ہے اور مجھے اس پر افسوس بھی ہے کہ نہ جانے منظور گچکی صاحب کو اسلام سے اتنی بیزاری اور نفرت کیوں ہے کہ جب بھی کوئی اسلام کی بات آ جاتی ہے تو وہ لال پیلے ہو جاتے ہیں ۔ انہوں نے ایک بات کہی ہے کہ کسی بھی شہری کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ باقاعدہ کوئی اس طرح نظم و ضبط کوئی discipline کوئی انداز بنائے جو کہ حکومت اور گورنمنٹ کی شکل اور انداز ہو ۔ جناب یہ حقیقت ہے کہ یہ بالکل صحیح ہے لیکن آپ پورے ایوان کے دانشور ہیں مجھے یہ بتائیں کہ جب وہاں کسی بھی جگہ پر جب حکومت مفلوج ہو کر رہ جاتی ہے ، حکومت اور وہاں کے لٹیرے ، وہاں کے سمگلرز ، وہاں کے ڈاکو ، وہاں کے چور ، وہاں کے حکومت کے کارندے جب آپس میں مل جاتے ہیں تو پھر وہاں کی عوام کیا کرے ۔ اگر وہ اپنی طرف سے اس کا سد باب نہ

کریں تو وہاں کی زندگی اجیرن بن جاتی ہے ۔ بازہ میں تو یہی کچھ ہو رہا تھا کہ حکومت کے کارندے اور وہاں کے سمگلرز تھے ، وہاں کے جو ڈاکو ، لٹیرے تھے وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے تھے وہ بھتے باقاعدہ وصول کر رہے تھے ، تو عوام کی زندگی دربدر ہوگئی ۔ جب کہ یہی گورنمنٹ کی بنیادی ترجیحات میں سے ہیں وہ بھی امریکی بابا کے حوالے سے بنیادی ترجیحات میں سے یہ ہے کہ منشیات کی روک تھام ، وہاں کے لوگوں نے منشیات کے خلاف ایسا کارنامہ کر دکھایا کہ حقیقت ہے کہ یہ گورنمنٹ کہیں بھی دکھا نہیں سکتی ۔ جب انہوں نے یہ کیا تو ان کو یہ ڈر لگ گیا کہ لوگ اسلام کی طرف متوجہ نہ ہو جائیں اس لئے ان کے خلاف یہ ایکشن ہوا لہذا ہم آپ کے توسط سے ان سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ وہاں کے جتنے مسلمان جیلوں میں ہیں ان کے ساتھ یہ سلوک نہ کیا جائے ان کو رہا کر دیا جائے اور ان کی صحیح عدل اور انصاف کے قوانین کے مطابق مقدمات کو چلایا جائے تا کہ پوری دنیا کو انصاف کے تقاضے ہم پامال نہ کریں یہ ہمارا ان سے مطالبہ ہے ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ ۔ آفتاب احمد شیخ صاحب ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ شکریہ جناب چیئرمین ۔ میں ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف وزراء حضرات کی توجہ مبذول کراؤں گا اس کا کوئی جواب نہیں چاہتا ان سے ۔ صرف یہ چاہتا ہوں کہ اس بات کو نظر میں رکھیں جو کچھ ہونے والا ہے یا ہو رہا ہے ۔

صورتحال یہ ہے جناب چیئرمین! کہ سپریم کورٹ آف انڈیا نے آرٹیکل 44 پر base کرتے ہوئے ایک فیصلہ صادر کیا ہے اس کے مطابق وہ Uniform Civil Courts انڈیا میں نافذ کرنے والے ہیں ۔ Uniform Civil Courts اگر انڈیا میں نافذ ہوا تو جو personal rights ہیں لوگوں کے اپنے قوانین بھی ان سب پر اثر پڑے گا خصوصاً 14 کروڑ مسلمان جو انڈیا میں آباد ہیں پرسنل لاء affected ہو گا خصوصاً وہ 14 کروڑ مسلمان جو انڈیا میں ہیں ان کے پرسنل لاز پر اس کا براہ راست اثر پڑے گا ۔ یہ بات فی الحال اتنی بڑی emergency نہیں لگتی لیکن emergency اس لئے پیش آئی ہے اور ذکر کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ BJP کے لیڈر ایم۔کے۔ایڈوانی نے جو صدر BJP ہیں انہوں نے اس judgment کو فوری طور پر hail کیا اور ان کا پالیسی سٹیٹمنٹ یہ آیا کہ ہاں یہ فیصلہ صحیح ہے اور ہم اگر پاور میں آئیں گے تو ہم اس کو فوری طور پر

implement کریں گے حالانکہ فی الحال جو کانگریس گورنمنٹ چل رہی ہے انڈیا کے اندر ان کی جانب سے ایسے خطرات نہیں ہیں لیکن BJP کے اس بیان کے بعد میں تمام صورتحال کی طرف وزراء حضرات کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ یہ judgement exist کرتا ہے اور پاکستان کی حکومت کی جانب سے اس سلسلے اب تک کوئی بھی بیان ، کوئی بھی بات نہیں کہی گئی ہے ۔ لہذا میں اس پر کوئی جواب نہیں چاہتا ہوں صرف یہ چاہتا ہوں کہ judgment exist کرتا ہے آپ مہربانی کر کے ان 14 کروڑ لوگوں کو یتیم نہ سمجھیں ان کے پرسنل لاز پر اگر کوئی بات آ رہی ہے یعنی اگر ان کو مسلمان ہونے کی کوئی سزا مل رہی ہے اگر آپ کچھ نہیں کہیں گے تو کون کچھ کہے گا ۔ یہ چاہتا ہوں میں ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ ۔ جی قاضی حسین احمد۔

قاضی حسین احمد ۔ یہ جو ہندوستانی مسلمان ہیں بھارت میں جو رہتے ہیں یہ حقیقت میں ہمارے جسد ملی کا حصہ ہیں اور اس بات کو آہستہ آہستہ سے بھول رہے ہیں کہ ہم نے مل کر پاکستان کی تحریک چلائی اور اس پاکستان کی تحریک میں ان لوگوں نے زیادہ قربانی دی جو اس وقت بھارت میں ہیں ۔ انہوں نے خود minority بن کر ہندوؤں کی majority کے تحت رہنا قبول کیا صرف اس لئے کہ ہم ایک آزاد فضا میں یہاں سانس لے سکیں اور دنیا کے نقشے پر ایک ایسا ملک وجود میں آسکے جو اسلام کا نمونہ ہو اور اسلامی طرز معاشرت کا نمونہ ہو۔ ہم نے ہر حیثیت سے ان کو betray کیا ہے ۔ ہم نہ اس ملک کو ان کی خوابوں کی تعبیر بنا سکے اور نہ ان کی تمنائیں اور آرزوئیں اس ملک کے اندر پوری کر سکے اور ہم نے بالکل اس بات کو بھلا دیا کہ انہوں نے ہمارے لئے کوئی قربانی دی تھی اور ان کے ساتھ جو کچھ بھی ہوتا ہے یہ ہماری حکومت بھی ان کو بالکل ہی صرف نظر کر رہی ہے اور ہماری قوم کو بھی نہیں بتایا جاتا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ جناب چیئرمین ! میں اس موقع پر شکریہ بھی ادا کرتا کہ انہوں نے اس مسئلے کو اٹھایا لیکن ساری دنیا کے تمام مسلمانوں کو بلکہ امت کو اس کے لئے جگانا چاہیئے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے ۔ یہ ہمارے پاکستانی مسلمانوں کا اور پاکستان کی حکومت کا سب سے اہم فرض ہے ۔ انہوں نے اسی لئے پاکستان بنایا اور اس کے لئے کوشش کی۔ یہاں سے ہمارے تحفظ کا انتظام ہو گا۔ ہم نے کسی موقع پر بھی ان کے تحفظ کا کوئی انتظام نہیں کیا۔

**جناب چیئرمین۔** شکریہ۔ جناب ملک فرید اللہ خان صاحب۔

**ملک فرید اللہ خان۔** جناب یہاں پر پوائنٹ آف آرڈر پر یہ تاثر دیا گیا کہ قبائلی علاقہ خدانخواستہ ایک مظلوم علاقہ ہے اور اس میں لوگوں کو جس انداز میں کچلا جا رہا ہے۔ میں آپ کو صرف اتنی بات بتاؤں گا کہ جب تک یہ Tribal Areas کا سسٹم ہے اس میں قانونی طور پر جماعتوں پر اور سیاسی سرگرمیوں پر پابندی ہے۔ یہی ایک بات ہے کہ جس کو ہم بار بار مختلف forums پر اٹھاتے ہیں کہ قبائلی علاقے میں جلسے جلوس، سیاسی سرگرمیاں چاہے وہ تنظیم علماء ہے چاہے وہ جماعت اسلامی ہے، چاہے وہ پیپلز پارٹی ہے ان کو اس دستور اور پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کے تحت یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہاں پر جلسے جلوس کریں۔ جس طریقے سے قاضی صاحب نے مست گل کی بات کی ہے وہ پارا چنار کا رہنے والا ہے اس کو اجازت ہے جہاں بھی جاتا ہے لیکن مخصوص حالات کی وجہ سے کیونکہ جو ہماری سٹینڈنگ کمیٹیز کی report آئیں اس میں یہی تھا کہ چونکہ وہاں پر شیعہ سنی فساد کا بہت زیادہ خدشہ ہوتا ہے، خطرہ موجود ہوتا ہے تو اس کے لئے پولیٹیکل ایجنسی نے قبائلیوں کو منع کیا تھا کہ وہ procession میں حصہ نہ لیں۔ میں صرف اتنی وضاحت کروں کہ قبائلی علاقہ مظلوم نہیں ہے اور الحمد للہ آزاد ہے اور ہم میں اتنی قوت ہے اور پولیٹیکل ایجنٹ کا دائرہ اختیار اس کے protected علاقے تک ہے۔ لیکن سمگلروں کی ڈرگ مافیا کی اور یہاں پر جو اسلحے کے سمگلرز ہیں اس کے لئے ہم نے واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ ہم نہ اس کی حمایت کریں گے اور نہ ان کو یہ اجازت دیں گے چاہے وہ تنظیم علماء کے سائے میں ہوتی ہے یا کسی دوسری تنظیم کے سائے میں ہوتی ہے۔ یہ بات وہ ذہن میں رکھیں کہ اگر وہ امیر جماعت اسلامی کرم ایجنسی ہیں تو وہ غیر قانونی ہے اور وہاں پر پولیٹیکل پارٹیز کی اجازت نہیں ہے اور پولیٹکل پارٹیز سے ہم درخواست کریں گے کہ جب تک موجودہ قبائلی نظام رائج ہے، یہ سسٹم رائج ہے وہ اپنی سرگرمیوں سے پرہیز کریں کیونکہ یہ حساس علاقہ ہے اور خدانخواستہ انہی سرگرمیوں کی وجہ سے قبائلیوں کے بیچ میں اتنا بڑا فساد ہو سکتا ہے، کہ پھر آپ اس کا اندازہ نہیں لگا سکیں گے۔ شکریہ۔

**قاضی حسین احمد۔** جناب والا! غلط بیانی کی گئی ہے اور ہم اس کا جواب دینا چاہتے ہیں۔ کونسا قانون ہے؟ کونسا دستور ہے؟ اس ملک کے کسی شہری کو کسی پولیٹکل پارٹی میں شامل

ہونے سے روکا جا سکتا ہے ۔ میں اس کو refute کروں گا اور کوئی قانون نہیں مانتا اور نہ کوئی ایسا دستور ہے جو مجھے یہاں آزادی نہ دے کہ میں اس ملک کے ہر حصے میں نہ جا سکوں اور وہاں پر پولیٹکل پارٹیز اور اپنی برانچ قائم کر سکوں ۔ میں کسی ایسے قانون اور دستور کو نہیں مانوں گا۔ اور نہ میں کسی ملک اور کسی سردار اور کسی نواب کی اس اجارہ داری کو مانوں گا کہ وہ اپنے غریب عوام کو ان کے اپنے حقوق سے محروم کریں۔ مست گل اپنے گھر جا رہا تھا اور وہاں پر جو شیعہ لوگ ہیں یہاں پر شیعہ نمائندہ موجود ہے انہوں نے اس کا استقبال کیا۔ یہ واحد راستہ ہے کہ شیعہ اور سنی کے فساد کو ختم کیا جا سکتا ہے ۔ وہاں کا پولیٹکل ایجنٹ اور وہاں کا یہ نظام نہیں چاہتے کہ شیعہ سنی فساد ختم ہو جائے ۔ بھائی کو بھائی سے لڑا کر اپنی اجارہ داری قائم کرنا چاہتے ہیں ۔

**جناب چیئر مین۔** جی لاہنسر صاحب ۔

**پروفیسر این ۔ ڈی ۔ خان:** شکریہ جناب چیئرمین ۔ ابھی بھارتی مسلمانوں کے سلسلے میں دو معزز اراکین نے مختلف حوالوں سے ہماری توجہ مبذول کرائی تو میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ برصغیر کی تقسیم کے بعد جب قائد اعظم پالم ایئرپورٹ سے پاکستان کے لئے روانہ ہونے کے لئے تیار تھے تو بھارتی مسلمانوں نے قائد اعظم سے پوچھا کہ آپ جا رہے ہیں ، پاکستان بن گیا ہے ، ہمیں کس کے اوپر چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ تو مجھے قائد اعظم کے وہ الفاظ یاد آتے ہیں جب بابائے قوم نے فرمایا کہ ایک مضبوط ، متحد اور منظم پاکستان آپ کی سب سے بڑی ضمانت ہے۔ تو حقیقت یہ ہے کہ ایک طاقتور اور مضبوط پاکستان ہی اس بات کی ضمانت فراہم کرسکتا ہے بھارتی مسلمانوں کی ، تہذیب تمدن ثقافت محفوظ رہے۔ لیکن پھر بھی undivided India کے مسلمانوں نے پاکستان کی تخلیق کے لئے جو گراں قدر خدمات انجام دی ہیں، اسے ہماری تاریخ فراموش نہیں کرسکتی۔ اور ان کی بہتری اور ان کی فلاح و بہبود کی اخلاقی طور پر ہم ذمہ داری محسوس کرتے ہیں۔ اور جب بھی اس قسم کے واقعات رونما ہوئے ہیں ریکارڈ پر ہے کہ پاکستان نے stand لیا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ایسی کوئی صورتحال پیدا ہوئی جس کا حوالہ ابھی دو اراکین نے دیا ہے تو پھر انشاء اللہ جو limitations ہیں ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے پاکستان اپنی ذمہ داریوں سے کبھی روگردانی نہیں کرے گا۔ اور ضرورت اگر پڑے گی تو مسلم امہ کے حوالے اس مسئلے کو OIC کے platform پر بھی اٹھایا جائے گا۔ لیکن میں یہ

یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت پوری طرح سے اس صورتحال سے آگاہ ہے اور اگر کوئی ایسا requirement ہوا ، ضرورت ہوئی، کوئی صورتحال پیدا ہوئی تو انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان firmly principled basis پر stand لے گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ خلیل الرحمٰن صاحب۔

جناب خلیل الرحمٰن: جناب چیئرمین صاحب ، قاضی صاحب نے جس مسئلے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرنے کی کوشش کی ہے it is a very volatile issue. It is like a volcano and we are trying to put earth and mud over it to dump it, which is not possible. میں نے پہلے بھی اس ایوان کے فلور پر کہا تھا کہ this problem has got two aspects. One is political and the other religious. Politically, sir, as long as the present status of the trible area stays, you will have this problem. Unless, you streamline the status of trible area with the rest of the country and coupled with it you introduce mass education in that are you will have this problem, you will always have this problem.

Secondly, it is the religious aspect. We have a law which is running in this country and there is a set of people who want Sharia. In one country you can't have two laws. So, the Government and the other parties has to set down that what kind of law do you get through a referendum. It is a thought. Let us put it to the nation and say what kind of law do you want. Do you want a Sharia Law or do you want the law which is prevailing in the country. Sir, you can't have two laws. There is no way. It will be an bsolute confusion and chaos. This is my submission, sir.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی مولانا صاحب ، آپ کچھ کہنا چاہ رہے تھے۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی: میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ بھارت کی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس ( ریٹائرڈ ) نے باقاعدہ ایک بیان دیا ہے لیکن جہاں تک میرا ذاتی مطالعہ ہے

شریعت محمدی میں وراثت اور نکاح کے متعلق جو قوانین ہیں یہ بہتر ہیں انہی کو نافذ کیا جائے۔ مجھے اس جج کا نام بھول گیا۔ آپ اگر خان صاحب دیکھیں ' تو آپ کو وہ رپورٹ مل جائے گی۔ یہ بھی آپ کی تائید کے لئے کافی ہے۔

**جناب چیئرمین:** جی مندوخیل صاحب۔

**جناب عبدالرحیم خان مندوخیل:** جناب چیئرمین ! میں آپ کا مشکور ہوں۔ یہ ایک اہم موضوع ہے یہاں جس پر بحث ہو رہی ہے وہ قبائل کی ہے تو اس کے حوالے سے چونکہ ہمارے ملک کی سیاسی اور آئینی اور روایتی جو صورتحال ہے اس میں ہمارے قبائل کی جو پوزیشن ہے اس کے بارے میں مختلف پارٹیوں نے ہمارے مختلف معزز ممبران نے اپنا موقف اختصار سے پیش کیا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ قبائل کے چند حقائق بنیادی طور پر ہمیں نظر میں رکھنا ہیں۔ قبائل اپنا ایک خاص status رکھتے ہیں اور اس status میں representation کے لئے انگریزوں کے وقت سے اور اس کے بعد پاکستان کے تمام آئینی process میں ' exective , legislative, judicial کے جو ادارے تھے ' میں بنیادی کردار ایک ادارہ جرگہ کا ہوتا تھا اور وہ جرگہ اپنے وقت کے لحاظ سے ایک representative جرگہ ہوا کرتا تھا۔ اس کو نظر میں رکھ کر اس کے بعد پولیٹیکل ایجنٹ کی حیثیت متعین ہوتی تھی ۔ Frontier Crimes Regulation میں پولیٹیکل ایجنٹ کے جو مختلف بنیادی حقوق کے خلاف اور آمریت کے حوالے سے جو اختیارات ہوتے تھے ' یہ دو باتیں ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہیں۔

اب جب ہم قبائل کے بارے میں یہاں کہتے ہیں کہ بنیادی حقوق ' جمہوریت ' جمہوری representation وہاں ہونی چاہیے۔ یہ مسئلہ اپنی جگہ پر ہے لیکن دوسری side ہم یہ اہم غلطی کرتے ہیں کہ جمہوریت کے حوالے سے وہاں ہم ان کے اس status کو اور اس status میں ان کے جو ادارے ہیں ' کو ختم کرنے کا ایک رجحان پیدا کرتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ چند بنیادی حقائق کو نظر میں رکھ کر اور اس کے مطابق بعد میں ایک ڈھانچہ بن سکتا ہے ' یعنی اس کا پلان بنایا جا سکتا ہے۔

جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ جیسے اس میں ا۔ ان کا status ایک خاص status ہے ۔۲۔ ہمارے آئین میں ہے اور ہمارے آئین میں قانون کے حوالے سے بھی یہ

ہے کہ ہماری پارلیمنٹ کا کوئی قانون وہاں اطلاق نہیں کرتا ہے ۔ علاوہ ازیں جو وہاں دوسرے فیصلے ہوتے ہیں ' وہاں ان کا اپنا ایک جرگہ ہوتا ہے ۔ اب اس کو مد نظر رکھ کر representative ادارے بنانا ' democratic ادارے بنانا ' اور موجودہ حالات میں آج کی دنیا کی جدید اکنامک تقاضوں کو مد نظر رکھ کر ایک سسٹم بنا جس کے لئے ان دو پہلوؤں کو غلط ملط نہیں کرنا چاہئے ۔ مثلاً یہی سمگلنگ کی بات ' دوسری narcotics کی بات ' جناب والا ' وہاں کے ادارے ایسے بنائے جا سکتے ہیں جو جدید معنوں میں representative ہوں اور وہ خود فیصلے کریں ' وہ خود قواعد و قانون بنائیں اور وہ پھر خود ان کو execute کریں ۔ اس طرح سے پولٹیکل ایجنٹ کے نا جائز اثرات ' اس طرح سے آمریت کے دوسرے اثرات کو زائل کیا جا سکتا ہے یعنی بیک وقت ان کے ادارے کو ' ان کے جمہوری تقاضوں کو ' ان کے جدید اکنامک اور سماجی حالات کو جدید بنایا جا سکتا ہے ۔

ہم پارٹیاں یہاں جس طرح کیس پیش کرتے ہیں 'مثلاً سیاسی پارٹیاں ' سیاسی پارٹیوں کا مسئلہ اس طرح ہے کہ ایک سیاسی پارٹی fundamental rights میں ہے ' general human rights میں ہے ۔ particularly fundamental rights میں ہے لیکن fundamental rights political parties کو اس طرح رکھا جائے اور اس پر ہم تفصیلی بات کریں ۔۔

جناب چیئرمین ۔ ٹھیک ہے ۔ یہ تو کافی لمبی بحث ہے ' اس پر کسی مناسب وقت پر بحث کریں گے ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔ یہاں چونکہ مجموعی پارٹیوں کی پوزیشن آ رہی ہے اس لئے میں اپنی پارٹی کی طرف سے بات کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب چیئرمین ۔ آپ کی بات بڑی وزن دار ہے لیکن یہ کسی مناسب وقت پر ہونی چاہئے ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔ تو جناب والا! اس پر میں اتنا عرض کروں گا کہ جو پارٹیاں ہیں ' وہ آمریت کے یعنی human rights, fundamental rights کے بہانے آمرانہ قانون کا اطلاق وہاں نہ کریں ۔ جناب والا! ہمارا اپنا تجربہ ہے ۔ میں خود tribal area سے ہوں ۔ میں ژوب کے tribal area سے ہوں جو کہ اس سے پہلے سپیشل ایریا ہوتا تھا اور وہاں ایف

سی آر کا اطلاق ہوا کرتا تھا اور ہم نے اس کے خلاف جدوجہد کی لیکن اس جدو جہد کے عوض ہمیں جمہوری فائدہ نہیں ملا ۔ کیونکہ ایس ۔ ایم ظفر جب محمد ایوب خان کے زمانے میں لاءمنسٹر تھے ۔ اس زمانے میں وہ وہاں آئے اور انہوں نے باقاعدہ ایک کمیشن بنایا ۔ اس میں ہم نے request کی کہ آپ ہماری اس حیثیت کو رکھتے ہوئے ڈیموکریٹک اصلاحات کرتے ہوئے ہمارے ادارے اس طرح بنائیں کہ ہماری روایات بھی ہوں ۔ ڈیموکریسی بھی ہو اور جدید حالات کے مطابق ہم چل سکیں ۔ لیکن جناب والا انہوں نے کیا کیا ۔ ایف سی آر کے مقابلے میں tribunal بنایا ۔ میں یہ کہتا ہوں اور انشاء اللہ ہم یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ tribunal کا قانون اس ایف سی آر سے زیادہ کالا قانون ہے ۔ اور عوام کا نمائندہ نہیں ہے ---

**جناب چیئرمین۔** بڑی اچھی تجاویز ہیں ۔ یہ کسی مناسب وقت----

**جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔** میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہمیں یہ ہر سائیڈ سے خواہ وہ قبائل کے نمائندے ہیں ۔ اس کو سنجیدہ لیکر یہ مسئلہ ہیں----

**جناب چیئرمین۔** یہ تو بڑی لمبی بحث ہے ۔ اس پر ۱۹۴ کا موشن لے آئیں تاکہ اس پر اچھی طرح بحث ہو سکے ۔ سارے پہلو سامنے آ سکیں۔

**جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔** جناب والا چونکہ ایک نقطہ آیا ۔ اس لئے میں نے -----

**جناب چیئرمین۔** جی نسرین جلیل صاحبہ ۔

**مسز نسرین جلیل۔** جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ نٹیس فاطمہ صاحبہ کے کیس کی طرف دلوانا چاہتی ہوں ۔ وہ ایم کیو ایم کی کارکن ہیں ۔ اور پچھلے تین مہینے سے کئی مرتبہ ان کا نام اس ایوان میں لیا گیا ۔ ۴ جون کو وہ قمر منصور ایم پی اے کے ساتھ کراچی سے ٹرین میں روانہ ہوئی تھیں اور اس کے بعد سے لاپتہ ہیں ۔ قمر منصور کے بارے میں سندھ اسمبلی میں سپیکر کو انتظامیہ نے اطلاع دی کہ وہ اڈیالہ جیل میں ہیں لیکن نٹیس فاطمہ کے بارے میں کہیں سے بھی معلومات حاصل نہ ہو سکیں کہ وہ کہاں ہیں ان کے بارے میں حبس بیجا کی petition سندھ ہائیکورٹ میں داخل کی گئی تو جج نے یہ کہا کہ آپ کا وکیل جائے اور قمر منصور صاحب سے اڈیالہ جیل میں ملاقات کرے اور معلوم کرے کہ نٹیس فاطمہ کہاں تک ان کے ساتھ تھیں ۔ کونسے

مقام پر قمر منصور صاحب کو گرفتار کیا گیا۔لیکن سرکاری وکیل نے کورٹ کو یہ جواب دیا کہ پنجاب کا ہوم ڈیپارٹمنٹ ملاقات کی اجازت نہیں دے رہا - اس کے بعد جب ہماری مذاکراتی ٹیم بیٹھی تو این ڈی خان صاحب سے درخواست کی گئی کہ شعیب بخاری صاحب کی ملاقات قمر منصور ایم پی اے سے کرا دی جائے - وہ ملاقات بھی نہیں کروائی گئی - آپ کے توسط سے میں نے یہاں سے سندھ کے detained ایم پی اے سے ملاقات کرنے کی درخواست دی لیکن اس پر بھی کوئی توجہ نہیں دی گئی - جناب چیئرمین! سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک بچی قوم کی بیٹی چار مہینے سے لاپتہ ہے اس کے بارے میں نہیں معلوم کہ اس کو کہاں رکھا گیا ہے - کس طرح سے رکھا گیا ہے - ظاہر ہے ایم کیو ایم کو جس طرح سے victimize کیا جا رہا ہے - تو یہ political victimaztion ہے and such she is a prisoner of conscience میری آپ سے یہ درخواست تھی کہ اس ایوان سے چند ارکان کی ایک کمیٹی بنا دی جائے اگر وزیر قانون تعاون کریں تو وہ جا کر بچی سے ملاقات کرے اور دیکھے کہ وہ کہاں پر ہے اور کس حال میں ہے اور اس کو وہ تمام سہولتیں دی جائیں جو کسی بھی political prisoner کو دی جاتی ہیں - جناب چیئرمین! میری مودبانہ گزارش اس ہاؤس سے ہے کہ وہ اس پر توجہ دے - اس لیے آپ سوچیں جن لوگوں کی بیٹیوں کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہوگا - وہاں کے مردوں کے ساتھ کیا کیا جا رہا ہوگا۔

**Mr. Chairman:** Law Minister , you want to say something on this.

**پروفیسر این-ڈی-خان**- جہاں تک موجودہ حکومت کو یہ allege کرنا ہے کہ وہ کوئی victimazation کی پالیسی پر چل رہی ہے یا کسی کمیونٹی کو single out کرے وہ target کر رہی ہے- میرا خیال ہے کہ اس ہاؤس کے اندر اور قومی اسمبلی کے اندر بھی کئی بار کراچی کے حالات کے اوپر تفصیلی بحث ہوئی ہے اور حکومت کا نقطہ نظر بارہا ہاؤس کے سامنے پیش کیا گیا ہے - اس لئے پھر میں یہ repeat کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت victimzation کے اوپر قطعاً یقین نہیں کرتی ہے اور نہ اس پالیسی پر عمل پیرا ہو سکتی ہے اور نہ کوئی targetted communal selection ہے اور اس کو ٹارگٹ کیا ہوا ہے - البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ کراچی کے اندر serious law & order کا مسئلہ سابقہ سالہا سال سے چلا آ رہا ہے۔حکومت کے negotiator کی حیثیت سے میں زیادہ اس کی تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا ۔ لیکن چند ایک واقعات جن کا تذکرہ

ابھی خاتون سینیٹر نے کیا ہے وہ مذاکرات کے دوران بھی آیا ہے اور ہم نے گورنمنٹ کی پوزیشن اور نقطہ نظر جو ہے اس سے آگاہ کیا ہے اور last session کے اندر بھی جب یہ discuss ہوا تو ان کے سلسلے میں جن واقعات کی آپ نے نشاندہی کی ہے ۔ اس کا بھی جائزہ لیا گیا ہے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اب یہ ہاؤس اگر investigation کا کام شروع کردے تو پھر دوسرے ادارے کیا کریں گے ۔ تو اس صورتحال میں ، میں صرف اتنا یہ assure کرانا چاہتا ہوں حکومت کی طرف سے کہ گورنمنٹ victimization پر یقین نہیں رکھتی ہے ۔ کسی کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہیں ہو رہی ہے ۔ لیکن امن و امان کی صورتحال سے نمٹنے اور اسے بہتر بنانے کے لئے جو اقدامات کئے جارہے ہیں وہ قوم کے سامنے ہیں اور اگر کوئی ایسا hardship case ہے تو وہ اس کا جائزہ لیا جاسکتا ہے ۔ اور اس سلسلے میں وزارت داخلہ سے باز پرس کی جاسکتی ہے ۔ نہ صرف یہ کہ باز پرس کی جاسکتی ہے بلکہ جب بھی ایسے واقعات ہمارے علم میں لائے گئے ہیں ۔ تو اس کا پورا جائزہ لیا گیا ہے ۔ لیکن چونکہ امن و امان کا مسئلہ ہے ، گرفتاریاں یہ ساری چیزیں صوبائی امور ہیں اور صوبائی حکومت اور انتظامیہ سے متعلق ہے اور اگر آپ کسی خاص واقعہ کی طرف اگر توجہ دلائیں تو ہم ضرور اس کی تحقیق کریں گے ۔ حکومت پوری طرح سے ذمہ داری لیتی ہے ---

جناب چیئرمین۔ خاص واقعہ تو وہی رئیس فاطمہ کا کہہ رہی ہیں ناں ۔ ---

پروفیسر این ڈی خان ۔ میرا خیال یہ ہے کہ شاید پوری بات نہیں بتائی ہے ۔ ان کا حکومت کو کوئی علم نہیں ہے ۔ اور اس سلسلے میں ، میں نے مذاکراتی ٹیم کے اجلاس کے دوران بھی انہیں آگاہ کیا تھا ۔ کہ ہمارے علم میں ایسی کوئی گرفتاری نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین۔ جی راشدی صاحب ۔

حسین احمد شاہ راشدی ۔ جناب چیئرمین ! وفاقی حکومت کا ایک محکمہ ہے جس کے ذمے آثار قدیمہ کی دیکھ بھال رکھی گئی ہے ۔ اس کے ذمے یہ ہے کہ جتنے بھی پاکستان میں تاریخی مقامات ہیں ان کا تحفظ اور مستقل نگہداشت کرے ۔ اور اگر ضرورت ہو تو مرمت کی جائے ۔

سندھ میں ایسے بہت سے تاریخی مقامات اور عمارات ہیں ۔ جن میں ایک ہے خدا آباد

کی مسجد ۔ خدا آباد ' دادو ضلع میں ایک شہر ہے ۔ جو کسی زمانے میں سندھ کا دارالخلافہ اٹھارہویں صدی میں رہا ہے ۔ کلہوڑا دور حکومت میں ۔ اور وہاں دو تاریخی عمارات ہیں ایک سندھ کے کلہوڑا فرمانروا یار محمد کلہوڑو کی اور دوسری ہے تاریخی مسجد جو بالکل سڑک کے کنارے ہے اور وہ فن تعمیر کا نادر نمونہ ہے خدا آباد کی مسجد ۔ گزشتہ ۶ اگست کو آثار قدیمہ کی طرف سے اچھی طرح نگہداشت نہ کرنے کے باعث یا غفلت کے باعث اس کا ایک گنبد شہید ہو چکا ہے ۔ اخبارات میں اس کے خلاف کافی ایجی ٹیشن ہوئی ۔ اور سندھ میں بھی اس وجہ سے کافی اضطراب پایا جاتا ہے ۔ اس مسجد کو تحفظ دینے کے لئے چونکہ اس کے اطراف میں زرعی زمینیں ہیں ۔ تو تحفظ دینے کے لئے حکومت نے ایک نوٹیفکیشن جاری کیا تھا ۔ کہ مسجد کے اطراف میں پانچ ایکڑ تک جو ہے وہ زمین کسی کو الاٹ نہ کی جائے ۔ ایسے نہ ہو کہ زمین کا پانی جو irrigation کا ہے ۔ وہ مسجد چونکہ وہ اٹھارہویں صدی کی تعمیر شدہ ہے اس کو نقصان نہ پہنچے ۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایک تو آثار قدیمہ نے جو ہے اس مسجد کی اچھی طرح دیکھ بھال نہیں کی ۔ اور نہ کبھی یہ دیکھا کہ آیا اس کی اس وقت حالت کیا ہے ۔ نتیجہ یہ کہ وہ گنبد شہید ہو گیا ۔ اور ابھی تک اس کی نہ فقط مرمت نہیں ہوئی ہے ۔ مگر مجھے وہاں سے خطوط آرہے ہیں ۔ مسجد کے اطراف میں جو لوگ رہتے ہیں ۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ حکومت کے کسی محکمے نے بیراج ڈیپارٹمنٹ نے ' وہ جو پانچ ایکڑ زمین رکھی تھی کہ مسجد کے قریب کسی کو نہ دی جائے ۔ وہ بھی الاٹ کر چکے ہیں ۔ اور وہ زرعی زمین مسجد کی دیواروں کے ساتھ ہے وہاں irrigation کا پانی مسجد کی دیواروں کو نقصان پہنچا رہا ہے ۔ اور کسی وقت جو ہے وہ پوری مسجد اچانک خدانخواستہ شہید ہو سکتی ہے ۔ میں حکومت سے گزارش کروں گا کہ وہ براہ کرم اس معاملے میں دیکھیں کیونکہ وہاں اضطراب پھیل رہا ہے ۔ ایک گنبد شہید ہوگیا ہے ۔ اس کی نہ فقط مرمت کی جائے مگر آثار قدیمہ کو یہ ہدایت دی جائے کہ وہ فوری وہاں ایک ٹیم بھیجیں اور اس مسجد کو محفوظ اور مضبوط کرنے کے اقدام اٹھائیں ۔ ---

**جناب چیئرمین**۔ اول تو میرے خیال میں حکومت کو غور کرنا چاہیے ۔ لیکن آپ اس کو کمیٹی میں بھی لے سکتے ہیں ۔ کہ یہ جو کلچر کی سینٹ کی کمیٹی ہے ۔ تاکہ معاملے پر غور ہو سکے ۔

جناب حسین شاہ راشدی ۔ جناب چیئرمین ! یہ چونکہ معاملہ فوری نوعیت کا تھا ۔ اور خطوط آرہے تھے ۔ یہ تو مسئلہ میں اٹھاؤں گا اور میں خود بھی جاکر آثار قدیمہ والوں کے پاس جاؤں گا اور خود جاکر مسجد بھی دیکھوں گا ۔ مگر تاوقتیکہ میں وہاں پہنچوں -----

جناب چیئرمین- Stay Order چاہیئے ۔ جی لاءمنسٹر صاحب ۔

Prof. N. D. Khan: I am very much shocked to learn about the details of the fall of the mosque's tomb

mostly زمین اور دوسرے معاملات جو ہیں صوبائی حکومت سے متعلق ہیں تو ہم ان کے ساتھ بھی رابطہ کر رہے ہیں ۔ اور راشدی صاحب کے ساتھ coordinate کر کے اس سلسلے میں جو بھی بہتری ہوسکتی ہے وہ انشاءاللہ کریں گے ۔

جناب چیئرمین: شکریہ ۔ جی آفتاب صاحب ۔

جناب آفتاب احمد شیخ: جناب چیئرمین ایک مثال تو ابھی محترمہ نسرین جلیل صاحبہ نے پیش کی اور دوسری مثال میں دے رہا ہوں انیس احمد قائم خانی کی ۔ ایک شخص کتنا بڑا ہی مجرم کیوں نہ ہو ، ملزم کیوں نہ ہو ، لیکن آرٹیکل 10 میں اس کو وکیل کے engage کرنے کا وکیلوں سے ملاقات کرنے کا حق دستور دیتا ہے ۔ ایک ڈیڑھ مہینہ ہوگیا اس شخص کے ساتھ زیادتیاں ہو رہی ہیں ۔

جناب چیئرمین: آپ ہائی کورٹ میں گئے ہیں کہ نہیں ؟

جناب آفتاب احمد شیخ: جی گئے ہیں ۔ میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ وکیلوں سے بات کرنے کی جو بات ہے میں اس کی طرف آپ کی توجہ اور وزیر قانون کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ انیس قائم خانی کو اس کے فیملی ممبرز سے ان کے وکلاء سے ملنے کی اجازت نہیں ہے ۔ دوسری بات یہ کہ وزیر قانون نے فرمایا کہ اس ملک میں یہ بات نہیں ہوسکتی ۔

Sir. I am referring Rule 142-A. There shall be a committee on human rights to perform the following functions or such other funtions as may be assigned to it from time to time(d) ascertained, if any violation of human rights has taken place

and also identified the problem areas. Clause (b) under take studies and make recommendations for redressing the human rights violation including proposal for legislation in that area.

Committees جو اس ہاؤس کی ہیں ان کو مکمل اختیارات ہیں ۔

جناب چیئرمین: انہیں کہیں ناں کہ move کریں ۔

جناب آفتاب احمد شیخ: میری عرض یہ ہے کہ اگر نسرین جلیل صاحبہ نے proposal دیا ہے تو وہ proposal within the rules ہے ۔

جناب چیئرمین: نہیں وہ صحیح ہے ۔ لیکن اس کو کمیٹی کے سامنے لے جائیں چیئرمین صاحب بیٹھے ہیں ۔

جناب آفتاب احمد شیخ: یہ بات جو کہی انہوں نے وہ بات قانونی صحیح نہیں تھی ۔ لیکن اگر آپ اپنا obesevation دے دیں تو ٹھیک ہے We will go to the Committee, we will take up this matter before the Committee.They have got the complete powers تاکہ کہ وہ مختلف علاقوں میں جہاں کہیں human rights کی خلاف ورزی ہو رہی ہے وہ اس کو ascertain کرسکتے ہیں اس کی رپورٹ دے سکتے ہیں ۔ اس کا جو بھی تدارک کرنا چاہیں وہ کرسکتے ہیں یہ ہاؤس جو ہے اس کا ہاتھ کٹا ہوا نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین ، بہرحال کمیٹی میں اس کو لے جائیں I am sure the Committee will look into matter. جی نسرین جلیل صاحبہ ۔

محترمہ نسرین جلیل : جناب چیئرمین ہم لوگوں کی کمیٹی میں یہ طے ہوا تھا کہ جیلوں اور پولیس سٹیشن کا دورہ کیا جائے گا کمیٹی کے ممبران دورہ کریں گے تو میں سندھ کمیٹی میں ہوں میں نے I.G.Prison کو فون کیا اور کہا ۔

جناب چیئرمین: آپ تو خود prison میں ہیں تو آپ کیسے دورے کریں گی ۔

محترمہ نسرین جلیل ۔ ان لوگوں نے assurance دی تھی کہ جناب آپ کو اجازت ہو گی ۔

جناب چیئرمین: شاید اس لئے آپ کو رکھا ہے کہ آپ بذات خود براہ راست دیکھ سکیں کہ حالات کیا ہیں؟

محترمہ نسرین جلیل: بہرصورت انہوں نے مجھ سے کہا کہ جی ہوم ڈیپارٹمنٹ سے ہمیں اجازت لینی پڑے گی آپ لکھ کے دے دیں۔ میں نے لکھ کر بھجوا دیا لیکن ظاہر ہے اس کے بعد کوئی جواب نہیں آیا۔ میری صرف اس ہاؤس سے اس وقت یہ درخواست ہے کہ چند ممبران اس ہاؤس کے زَیس فاطمہ سے ملاقات کریں اور یہ دیکھ لیں کہ وہ خیریت سے ہیں اور کہاں ہیں بعد میں ان کے وکیل سے ان کو ملنے دیا جائے۔ سپیشل کمیٹی بنوائی جائے اس مسئلے کے لئے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں سپیشل کمیٹی کے لئے باقاعدہ کوئی موشن ہو گا کوئی بات ہو گی میں کیسے ایسے بنا دوں کمیٹی۔

جناب آفتاب احمد شیخ: ایک بات raise کی گئی جو آپ کے دائرہ اختیار میں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ مجھے بتائیں کون سا رول ہے جس کے تحت میں بنا سکتا ہوں میں ابھی بنا دیتا ہوں۔ جی جناب ظفر صاحب--- جی کمانڈر صاحب

Mr. Khalil-ur-Rehman: Recently a meeting took place under my chairmanship and all the IGs of Police & Jails had come and they had with the concurrence of the Interior Ministry said that any member of the Committee can go any where in the country in any jail and in any police station to visit and find out the situation. There is no need for special letter, as she says there is no need for any special permission. The permission verbatim has been given generally to all the members.

Mr. Chairman: As Chairman, they can bring it to your notice and you can then take it up as you like. Yes Mr Zafar.

Mr. Muhammad Zafar: Thank you Mr. Chairman. Sir, the last

session of the Senate was a requisitioned session and the agenda was Sui fields and the circumstances prevailing in the Sui and you were pleased to constitute a committee with Mr. Khalil-ur-Rehman as its Chairman and it was promised and undertaken that the committee would go to Sui field on the site on 24th of August and now today is 24th of September. A month has passed the committee has not gone to the field and no action has been taken and we do not know when the committee is going to take this exercise

Mr. Khalil-ur-Rehman: Can I answer that Sir.

کہتے ہیں کہ بہت دیر کی مہرباں آتے آتے میرے خیال میں یہ ابھی ابھی آئے ہیں بلوچستان
انھیں پتہ نہیں ہے پہلی meeting ہوئی تھی

all the participants were there except the labours So we decided that we will go but the date 24th was not fixed. We had to first fix the date at the facility at the ease of the government. I think, I have Mr. Saifullah, no less than six or seven times, spoken to the Secretary and in the meantime the Governor Sahib rang me about 20 times saying that he is incharge of the project and he is looking into it and one day very finely he said that strike is called off and the workers are on work and it was confirmed by the Minister and it was also confirmed by the Secretary. So, I told them to give it in writing. Because if the strike was called off, I think, the objective has achieved and we would have had a meeting here to sort it out. Apparently other things have come into light wheih shows that is not true. I mean wrong statement was given...

Mr. Chairman: I think for you to give detail is not proper You make a report of your Committee then we will look into this.

Mr. Khalil-ur-Rehman: I am trying to satisfy the gentleman.

Mr.Chairman: You do not have to .....

Mr. Khalil-ur-Rehman: What we have a committee meeting today at 1330 hrs. in committee room no. 1 to fix up a date and go to Sui and I will request all members to be there at 1330 hrs and I will request you to facilitate this meeting.

Mr.Chairman: Raza Rabbani Sahib.

Mian Raza Rabbani: Sir, just very briefly to set the record straight because a lot has been said with reference to violation of human rights through out. I would just like to set the record straight in saying this that the Government is very sensitive to the question of violation of human rights be it at whatever level and the past track record of the Government has shown that whenever any question of violation of human rights has been brought to its notice be it either through the members of Assembly or the Senate or be it through the media, the Government has always acted in a positive manner and has always acted very swiftly. You would recall that a case was brought out by one of the leading English daily newspapers in which certain persons were shown as blindfolded and they had been brought to court. The Government of Sindh acted very promptly in that matter and a judicial investigation was ordered immediately and the concerned police officers were suspended. So, I would like to make it abundantly clear through you to the House and assure the House through you that the Government is sensitive to the question of human rights and has always acted and responded in a positive manner whenever the violation have been pointe ! out.

It has also been mentioned about prisoners of conscience, once again

through you I would like to inform the House that at present there are no prisoners of conscience in Pakistan. All people who are in jails at the moment are under substantive offences and there are no prisoners of conscience in Pakistan.

Mr. Chairman: Bashir Tareen Sahib.

سردار بشیر احمد خان ترین: مہربانی جناب چیئرمین! آج ہی ہمارے ملک قاسم صاحب جو چیئرمین انٹی کرپشن بھی ہیں انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے افسران صاحبان کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنی جائیداد اور بچوں کے شادیوں کے گوشوارے داخل کروا دیں لیکن اس کے ساتھ یہ نہیں بتایا کہ کس تاریخ کو۔

جناب چیئرمین: کہاں پر داخل کرنے ہیں۔ یہ جو چیف الیکشن کمشنر والے ہیں؟

سردار بشیر احمد خان ترین: جی ہاں۔

جناب چیئرمین: ۳۰ ستمبر تک اس کی تاریخ ہے۔ میں دوسرے گوشواروں کا سوچ رہا تھا۔ جو گوشوارے ملک صاحب نے منگوانے ہیں۔

سردار بشیر احمد خان ترین: جی ہاں۔ ایک تو تاریخ کا اگر انہوں نے بتایا۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ کرپشن تو صرف مرکز میں نہیں ہو رہا ہے صوبوں میں بھی ہو رہ ہے۔ صوبوں میں اس کی روک تھام کے لئے چیئرمین صاحب کی اگر کوئی ایسی تجویز ہو تو وہ بھی بتائیں۔

جناب چیئرمین - جی جناب مولانا صاحب۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی۔ جو صورت حال پیدا ہو گئی ہے سارے ملک اور ملت کے لئے ہولناک اور خطرناک۔ ہر پاکستانی پریشان ہے اور عالم اسلام کا ہر بندہ دکھ میں ہے۔ اس وقت جو کیفیت مسئلہ افغانستان کی بن چکی ہے۔ ہماری حکومت کی بے تدبیریوں 'بداندیشیوں کے سبب جیتی جنگ ہم نے ہار دی اور وہاں پر بھارت جو مخالف تھا ان کا روس کے ساتھ تھا۔ آج بھارت کے تعلقات بڑھ رہے ہیں اور امریکہ اپنی سازشوں سے ہمیں کاٹنا چاہتا ہے۔ اور ادھر بیان آرہے ہیں کہ سفارت کار نکالے ہیں وہ باہر نکل رہے ہیں یہ صورت حال انتہائی خطرناک ہے

ہولناک ہے۔ ہم چاہتے ہیں۔ یہ غلط کہتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے۔ (قرآنی آیات) ---------------------

---------ترجمہ۔ اگر دو مسلمان گروہ آپس میں لڑ پڑیں ان کی صلح کراؤ ۔ صلح نہیں ہے تو جس کی زیادتی ہے مل کر اس کا دماغ توڑو صلح پرمجبور کرو۔ اس وقت حکومت پاکستان فی الفور یہ مسئلہ افغانستان کا بجائے اس کے کہ دونوں طرف یہ کشمکش ہو ہم آدمی نکال رہے ہیں وہ مظاہرے کر رہے ہیں۔ یہ صورت حال درد ناک ہے پتہ نہیں کہاں تک پہنچتی ہے اور سازش ہے کہ افغانستان سے ہمارے تعلقات خراب ہو جائے تاکہ جم کر آزاد ریاست قائم نہ کر سکیں تو مشورہ یہ ہے کہ حکومت پاکستان فی الفور اس مسئلے کو OIC کے اندر لے جائے۔ اسلامی ملکوں کو ابھی تک پتہ نہیں چلا کہ کون حق پر ہے کون ناحق پر ہے کون ملک و ملت کے ساتھ ٹھیک ہے یا غلط ہے۔ اگر تم طے کر لو تو پھر (قرآنی آیات -------------------) اور پھر اس کا دماغ توڑو جس نے بغاوت کی تاکہ وہ صلح کی طرف جھک جائے۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ حکومت پاکستان فی الفور معاملہ OIC کے اندر اس مسئلے پر غور کرے تاکہ یہ خطرناک حد تک ہماری دشمنی افغانستان سے اس حد تک نہ ہو جائے کہ ہماری صلح کے صورت پیدا نہ ہو جائے۔

**جناب چیئرمین۔** شکریہ جی۔ جی جناب اب تو کافی پوائنٹ آف آرڈر اب ایجنڈے پر آتے ہیں۔

**Prof. N. D. Khan:** I would like to give policy statement on this.

**جناب چیئرمین۔** افغانستان پر۔ تو پہلے بھنڈر صاحب کی بات سن لوں پھر آپ بات کر لیں۔

**جناب محمد انور بھنڈر۔** میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج کے لئے ایجنڈا بھی جاری کیا گیا ہے۔

**جناب چیئرمین۔** جی اس کی طرف آتے ہیں۔ Law Minister صاحب کے بیان کے بعد اس مسئلے کو ختم کرتے ہیں۔

**پروفیسر این ڈی خان۔** محترم جناب نیازی صاحب نے افغانستان پر جو پوائنٹ آف آرڈر پر خیالات. کا اظہار کیا ہے۔ میں اس پر وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ افغانستان کے معاملے میں

پاکستان کی پالیسی بڑی clear اور categorical ہے۔ وہ افغانستان کی sovereignty کا احترام کرتے ہیں اور اسی وجہ سے افغانستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کرنا چاہتی۔ لیکن پاکستان افغانستان کے معاملات اور امور سے بے خبر نہیں رہ سکتا اور نہ خاموش تماشائی بن کر بیٹھ سکتا ہے۔ اس لئے وہ بہت seriously اور minutely افغانستان میں جو developments ہو رہی ہیں اس کا جائزہ لے رہا ہے بے خبر نہیں ہے اور اس سلسلے میں مسلم امہ کے ساتھ بھی ہمارے روابط اور تعلقات بدستور ہیں اور ہماری کوشش یہ ہے کہ محمود مستری مشن جو peace mission ہے اقوام متحدہ کی طرف سے ہم اس کا ہاتھ بٹائیں اور افغانستان کے اندرونی معاملات میں کوئی مداخلت نہ کریں بلکہ افغان اپنی destiny اپنے future اور pattern of Government کو خود decide کریں اور اس کو implement ہونے میں پاکستان assistance کرے اور اس کا best course یہ ہے کہ ہم اقوام متحدہ کا peace keeping mission جو ہے اس کے ساتھ پوری طرف سے تعاون کر رہے ہیں اور میں یہ assure کرانا چاہتا ہوں کہ جہاں تک پاکستان کے مفادات کا تعلق ہے ہم پوری طرف سے با خبر ہیں اور صورت حال کا نہ صرف جائزہ لے رہے ہیں بلکہ اس سلسلے میں اپنے دوست ممالک کے ساتھ ہمارے روابط بھی ہیں۔

## Adjournment Motions

**جناب چیئرمین**۔ شکریہ جناب۔ Now we go to the Agenda نہیں بس شکریہ اب کافی ہو گیا ہے بہت ہو گئی جی آج کافی ہو گیا۔ Adjournment Motion ڈاکٹر ریحان صاحب۔ نہیں please sit down کافی ہو گیا جی۔ Adjourment Motion No.1 ڈاکٹر ریحان صاحب۔

## i) RE: LAPSE IN THE TELEPHONE DEPT. OF THE SEPARATION OF RAWAT FROM RAWALPINDI ISLAMABAD.

**ڈاکٹر محمد ریحان** ۔ شکریہ جناب۔ جناب میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایوان کی معمول کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلے پر بحث کی جائے۔ جناب روزنامہ "خبریں" کی اشاعت مورخہ 21 جولائی میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ فیڈرل ایریا اسلام آباد میں ایک علاقہ قصبہ روات ہے اور

اس سے ملحقہ علاقے کو ٹیلیفون کے محکمہ والوں نے اسلام آباد، راولپنڈی سے الگ کیا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ یہاں پر جو غلط ٹیلیفون اس علاقے میں آ جاتے ہیں تو ان کو ٹھیک کرانے کے لئے بجائے اسلام آباد کے جہلم جانا پڑتا ہے۔ جناب والا! فیڈرل ایریا اسلام آباد کا حصہ ہوتے ہوئے ان سے اسلام آباد، راولپنڈی سے کاٹنا بڑی زیادتی ہے اور ان کو فیڈرل ایریا میں فی کال 2 روپے لوکل کال دینے پڑتے ہیں ۔ ان لوگوں کو اسلام آباد کال کرنے کے لئے 6 روپے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ جناب والا! اس لوگوں کے ساتھ یہ بڑی زیادتی ہےاور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بحث ہونی چاہئیے ۔

Mr.Chairman: Is it being opposed.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Opposed.

**جناب چیئرمین۔** مخالفت کر رہے ہیں، جی جناب فرمائیے جی مختصرا کیا بات ہے ؟

**ڈاکٹر محمد ریحان۔** جناب والا، روات فیڈرل ایریا کا حصہ ہے اور فیڈرل ایریا اسلام آباد راولپنڈی کے ساتھ ایسے علاقے connected ہیں جیسے سہالہ، کہوٹہ، سنجوال، کامرہ، واہ کینٹ وہاں پر Non STD فون سے اسلام آباد call ہو سکتی ہے جبکہ روات سے STD call ہوتی ہے جناب والا، اس کے علاوہ روات میں اگر غلط بل آ جائے تو بجائے اس کے کہ وہ راولپنڈی یا اسلام آباد جو نزدیک ہے، سے ٹھیک کروائیں ان بے چاروں کو لاہور جانا پڑتا ہے ۔ نئے کنکشن کے لیے انہیں لاہور جانا پڑتا ہے اور غلط بل کی درستگی کے لیے انہیں جہلم جانا پڑتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسلام آباد territory کا حصہ ہوتے ہوئے ان کو یہ جو الگ کیا گیا ہے یہ بڑی زیادتی ہے۔ شکریہ۔

**جناب چیئرمین۔** جی جناب ڈاکٹر صاحب۔

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔** جناب والا، جو انہوں نے Adjournment Motion پیش کی ہے اگر اس کا مطالعہ فرمائیں تو اس میں تو الگ کوڈ کی وجہ سے billing کے لیے کہا گیا ہے انہوں نے تو ایسا کوئی issue نہیں اٹھایا کہ اس کا سینٹر بدل گیا ہے، لاہور میں جانا پڑتا ہے یا ساری صورتحال۔ مسئلہ جو ہے یا وہ خود مجھے نہیں ہیں جو انہوں نے لکھ کر بھیجا ہے اگر دوبارہ وہ خود اس کو پڑھ لیں تو جو issue انہوں نے اٹھائے ہیں اس سے تو اس کا کوئی تعلق

ہی نہیں ہے جو اصل میں اس Adjournment Motion کا substance ہے اسے دوبارہ پڑھ لیں اور پھر اس میں اگر کوئی ------

**جناب چیئرمین۔** نہیں' بنیادی بات وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ روات جو ہے وہ اسلام آباد کا حصہ ہے اور اسلام آباد کی کال local call ہونی چاہئے' وہ کہتے ہیں کہ وہاں سے زیادہ پیسے دینے پڑتے ہیں وہاں الگ کوڈ دیا ہوا ہے یعنی اسلام آباد کا 051 ہے تو وہاں پر کچھ اور ہو گا۔

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔** ایک اور بات انہوں نے کی ہے کہ جہلم اور لاہور---

**جناب چیئرمین۔** جی وہ second بات ہے' اس پر تو آپ بتائیں ناں کہ ----

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔** ہاں' اس میں بات درست ہے کہ روات جو ہے part of district Islamabad ہے سپیشل جو capital ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں اور ان کا کہنا بجا ہے کہ اس کے لیے special exchange اور special code allot کیا گیا ہے Nation wide dialing کے لیے اور اس میں ان کا یہ کہنا کہ اس بنیاد پر لوگوں پر جو ٹیلیفون کے اخراجات اب آ رہے ہیں وہ بڑھ گئے ہیں وہ چھ روپے فی منٹ ہو گیا ہے تو یہ حقائق کے برعکس ہے ابھی میں نے data collect کیا ہے اور اس کو شاید سمجھیں یہ' وہاں پر روات میں انہوں نے container لگایا ہے جسے electro mechanical mobile device کہتے ہیں اور وہاں پر واقعی ایک نیا کوڈ بھی دیا گیا ہے جس کا نمبر ہے 05777' تو اس میں بنیادی طور پر ایک طریقہ کار اختیار کیا گیا تھا اس کا کلومیٹر distance راولپنڈی digital exchange سے پہلے بیس کلومیٹر assign کیا گیا تھا جس کی وجہ سے کچھ مشکلات پیش آئیں consumers کو 20 سیکنڈ کے لیے over charging ہو گئی جس کی بنیاد پر اب اس کو دیکھا گیا ہے کہ وہاں پر مسئلہ ہے اور لوگوں پہ اخراجات زیادہ پڑنے کا احتمال ہے تو اب distance increase کر دیا گیا ہے اور وہ اب 25 کلومیٹر assign کیا گیا ہے اس لیے موجودہ صورتحال یہ ہے کہ جو پہلے call کے charges تھے وہ کم ہو گئے ہیں بلکہ میں ابھی data لایا ہوں سارا revised اور دوسرا بھی' تو یہ notification جاری ہو چکا ہے اس سے مشکلات بالکل نہیں بڑھیں اب اس سے ریٹ کم ہو گیا ہے - میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ اب distance پچیس کلومیٹر کر دیا گیا ہے اور اس بنیاد پر یکم جنوری ۱۹۹۵ء سے revised rates of 3 minutes اب اس کے اخراجات آتے ہیں 10.14 (دس

روپے چودہ پیسے) جو پہلے تھا old rate for 3 minutes before 1.1.1995 without 35 percent central excise duty وہ گیارہ روپے پچیس پیسے تھا اور اس سے بڑھ گیا تھا پندرہ روپے بیس پیسے ہو گیا تھا یہ قریباً وہی پونے چھ روپے بنتا تھا اب یہ کم ہو کے اس لحاظ سے تین روپے کچھ ہو گیا بلکہ لوگوں کو اب سہولت ہو چکی ہے موجودہ صورتحال سے----

**جناب چیئرمین۔** مطلب آپ کا یہ کہنے کا کہ اب call کی جائے روات سے اسلام آباد تو تین روپے فی منٹ ہو گا--- یہ کہنے کا مطلب ہے۔

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔** جناب والا' یہ صورتحال اب وہی ہے بلکہ کم ہو گیا ہے ریٹ۔

**جناب چیئرمین۔** یہی میں کہہ رہا ہوں ناں اب آپ کے مطابق--- کیا یہ درست مان لیں کہ اب اگر کال کی جائے روات سے اسلام آباد تو اب تین روپے ------

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔** یہ جناب وہ nation dialing کی ہے local call کے بیئر ریٹس ہیں-----

**جناب چیئرمین۔** یہ local call تو نہ ہوئی ناں' آپ فرما رہے ہیں کہ علیحدہ کوڈ ہے--

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔** جی ہاں' علیحدہ کوڈ ہے۔

**جناب چیئرمین۔** اگر علیحدہ کوڈ ہے تو یہاں local call تو نہ ہوئی۔ اب اس call کا آپ کہہ رہے ہیں کہ ریٹ کم ہو گئے ہیں ---

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔** جی ہاں۔

**جناب چیئرمین۔** یہی بات ہے ناں؟

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔** بالکل۔

**جناب چیئرمین:** اب اس کال کا ریٹ کم ہو گیا ہے۔

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی :** جناب والا! صورتحال اب تو وہی ہے اور ریٹ کم ہو

گیا ہے۔

**جناب چیئرمین:** تو ٹھیک ہے۔ اب آپ کے مطابق کیا یہ درست مان لیں کہ اب اگر کال کی جائے روات سے اسلام آباد تو اب وہ تین روپے میں ہو گی۔

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی:** یہ جناب نیشنل ڈائلنگ کی ہے لوکل کال کا علیحدہ ہے----

**جناب چیئرمین:** آپ فرما رہے ہیں کہ علیحدہ کوڈ ہے، تو یہاں پر تو لوکل کال نہ ہوئی ناں۔

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی:** جی ہاں۔

**جناب چیئرمین:** جی ٹھیک ہے۔

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی:** میں ان کو یہ فگرز دے دیتا ہوں، اور ان کو محسوس ہو گا کہ لوگوں کو سہولت ہو گئی ہے، پہلے ان کا یہ خرچہ گیارہ روپے پڑتا تھا----

**جناب چیئرمین:** یہ روات یہاں سے کتنا دور ہے۔

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی:** روات ہے یہاں سے کوئی بیس کلومیٹر کے قریب۔

**ڈاکٹر محمد ریحان:** جناب چیئرمین! میں نے عرض کیا ہے کہ نئے کنکشن کے لئے لاہور جانا پڑتا ہے۔ بل میں correction کے لئے جہلم جانا پڑتا ہے، کال کے چارجز تو ایک طرف ان کو جو یہ زحمت اٹھانا پڑتی ہے اس پر یہ allow کریں کہ وہ ادھر ہی----

**جناب چیئرمین:** جہلم کتنی دور پڑتا ہے وہاں سے اور اسلام آباد کتنا دور ہے۔

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی:** جناب جہلم تو اسلام آباد سے 90 کلومیٹر ہے۔ روات تو بیس کلومیٹر ہے۔

**جناب چیئرمین:** نہیں وہ یہ فرما رہے ہیں کہ روات سے اسلام آباد قریب ہے۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ بجائے اس کے کوئی تکلیف ہو تو جہلم جایا جائے جو کہ ساٹھ ستر میل ہے،

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: It is directly connected with

Rawalpindi, Question of Jehlum does'nt arrise.

**جناب چیئرمین**: نہیں اگر روات کے کسی بندے نے بل درست کروانا ہے تو وہ کہاں جائے گا؟

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی** : میرے خیال میں راولپنڈی آنا پڑے گا۔

**جناب چیئرمین**: وہ کہتے ہیں کہ پنڈی آنا پڑے گا۔ تو پھر ڈاکٹر صاحب کی بات مان لیتے ہیں کہ اگر آئندہ آپ کو کوئی جہلم بھیجے تو پھر ہم اس معاملے کو لے آئیں گے۔----- یعنی آپ کا مسئلہ تو حل ہو گیا۔

**ڈاکٹر محمد ریحان**: جناب چیئرمین! میں نئے کنکشن کی بات کر رہا ہوں کہ نئے کنکشن کے لئے انہیں لاہور جانا پڑتا ہے۔

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی** : یہ بات بھی درست نہیں ہے۔ یہ عجوبہ ہے یہ تو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور میں تو ہوتا رہا ہو گا، آج کل تو نہیں ہو سکتا ناں۔

**جناب چیئرمین**: اگر یہ ثابت ہو جائے تو پھر ------ جی بریگیڈئیر صاحب۔

**بریگیڈئیر (ریٹائرڈ) ملک محمد حیات** : جناب چیئرمین! مجھے چونکہ بلوں سے اور ٹیلیفون کے محکمے سے تھوڑی بہت واقفیت ہے۔ روات کا ایریا جو ہے یہ جہلم زون میں ہے اور جہلم لاہور کے ماتحت ہے۔ اس کو پنڈی یا اسلام آباد کے ماتحت ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اگر بل correct کرنے کے لئے پہلے تو جہلم جائیں اگر وہ نہیں ہوتا تو پھر لاہور جانا پڑتا ہے۔ اور اسلام آباد میں نہیں آتے ہیں وہ جہلم یا لاہور جاتے ہیں۔ تو ریحان صاحب کی جو گزارش ہے وہ درست ہے اس کا ازالہ کیا جائے۔

**جناب چیئرمین**: تو کوئی روات کا آدمی ہے یہاں پر جو صحیح صورتحال بتا سکے۔

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی** : جناب والا! میں آپ کو پوری صورتحال سے آگاہ کروں گا ۔ because this is very odd situation, this should not happen to the people of Rawat. They are only 22 Kelometer from here, a few Kelometers from city of the Rawalpindi and then they are going to Jehlum and they are going to Lahore.

It is very odd phenomenon, it should not happen and it will not happen.

جناب چیئرمین: اگر ایسا ہے تو آپ درست کروا دیں گے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جی اگر ایسا ہو تو میں درست کروا دوں گا۔

سید اقبال حیدر: جناب چیئرمین! یہ صرف روات کی حد تک نہیں ہے۔ کراچی میں بھی آپ کو شاید علم ہو کہ نئے ایکسچینج جو ہیں وہ کوڈ ہو گئے ہیں۔ پورٹ قاسم کا علاقہ اسٹیل مل کا علاقہ ہے کراچی کا حصہ ہے لیکن ہمیں الگ سے ایک کوڈ dial کر کے نمبر ملانا پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں اگر وہ معاملہ ہے آئیں تو ڈاکٹر صاحب ابھی ٹھیک کروا دیں گے۔ ڈاکٹر صاحب جو کام کرتے ہیں وہ بڑی مضبوطی سے کرتے ہیں۔

سید اقبال حیدر: جناب چیئرمین! بل ایک علاقے سے درست کروانا پڑتا ہے۔ آپ کا ایکسچینج کینٹ میں ہے اس کا بلنگ آفس جو PCHS یا کہیں اور ہے۔ پہلے وہاں پر جائیں، لائنوں میں کھڑے ہوں، بل درست کروائیں پھر آپ یہاں پر آئیں---- PTC نے جو hawoc create کیا ہوا ہے ان بلوں میں اور بلوں کی ادائیگی میں اور بلوں کو درست کرنے کے طریقہ کار میں۔----

جناب چیئرمین: PTC کا نمائندہ ہے کوئی۔ کوئی نہیں ہے----- پھر وہی بات آ گئی کہ PTC کا کوئی نمائندہ نہیں ہے۔ اب یہ باتیں کون سنے گا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: نہیں میں جو ہوں سر۔ I am responsible for that نمائندہ اپنی جگہ پر۔

جناب چیئرمین: لیکن میں نے کہا تھا کہ جس وقت کوئی Adjournment Motion, Privilege Motion or Question ہو تو ان کا آدمی یہاں ضرور ہونا چاہیئے۔ آپ کی assistance کے لئے بھی ہونا چاہیئے اور ہاؤس کی باتیں سننے کے لئے بھی ہونا چاہیئے۔ ملک صاحب

I think this is again a serious lapse, you see these points are being raised in the house, they listen to these things.

Malik Muhammad Qasim: Sir, I will take up that issue not with

the PTC only but with all the departments that it is happening. I must admit, I must confess that very often we find ........

Mr. Chairman: And if you can't sort it out, I will have to do something very extraordinary.

Malik Muhammad Qasim: Sir, I will sort it out. I will sort it out. I will see that every department.......

Mr. Chairman: You see specially when adjournment motions, privilege motions, questions are being answered and raised
تو کوئی آدمی ہونا چاہیئے۔ تو بہرحال یہ مسئلہ تو ڈاکٹر صاحب نے حل کر دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ جی یہ آپ تو بل کی بات کر رہے ہیں اور دوسری آپ کنکشن کی بات کر رہے اگر کوئی ایسی بات ہے
He will have it correct.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا اس پر میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں اگر اجازت دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی جی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: بات یہ ہے کہ تمام علاقوں میں نئے ڈیجیٹل ایکسچینجز وغیرہ لگ رہے ہیں پہلے بنیادی طور پر ہیڈکوارٹر پر ہوتے تھے اب ہر جگہ پر میرے اپنے حلقے میں چار جگہ پر ڈیجیٹل ایکسچینجز آرہے ہیں اور وہ تحصیل اور سب تحصیل ہیڈ کوارٹر لیول پر اپنا بورڈ دے رہے ہیں اس طریقہ کار سے تاکہ سہولت زیادہ سے زیادہ دی جائے چونکہ جہاں ایک بنیادی ہیڈ کوارٹر پر ایک ایکسچینج ہے اس کی capacity ہے وہ لیمیٹیڈ ہے جو کہ پہلے ہی پورے ہو چکے ہیں تو اب گورنمنٹ سہولت بے تحاشہ لوگوں کو مہیا کر رہی ہے even in the far flung areas, rural areas تو اس میں یقیناً اس کے لئے ان کے اپنے بورڈ ہیں اپنا سلسلہ ہے تو اس کے سب آفس یا ہیڈکوارٹرز اس کے ریجن بناتے ہیں طریقہ کار سے اب تو بہت زیادہ پہلے پانچ تھے اب میرے خیال میں ۲۶ انہوں نے بنا دیئے ہیں ان کے ریجن۔ تو اس حوالے سے یہ سہولت کو زیادہ دینے کے لئے اور طریقہ کار بھی بنایا ہے۔ بعد میں مشکلات ہوں گی جیسے ہمارے سید اقبال حیدر

صاحب نے فرمایا ہے جہاں مختلف علاقوں میں ہے ہمارے اپنے ہاں ایک قمر مشانی جگہ ہے وہاں پر یہ قباحت ہوگئی کہ نئے ایکسچینز میں ان کے اخراجات تھوڑے سے زیادہ ہو جاتے ہیں اب لوگ اس کو بچانے کے لئے ممبر سے کہتے ہیں دوسروں سے کہتے ہیں کہ میانوالی ہیڈکوارٹر سے connect کر دو یہاں پر اخراجات کم ہیں اور far flung ایریا میں جو ڈیجیٹل ایکسچینج ہے اس کے تھوڑے سے زیادہ ہیں کیونکہ نئی اسٹبلشمنٹ ہے اس کے چارجز وغیرہ تو اس حوالے سے بھی کچھ قباحتیں اور کچھ تکلیفیں ضرور موجود ہیں لیکن آہستہ آہستہ جیسے یہاں پر پوائنٹ آؤٹ ہوا ہے

and this is a very serious matter, a person who is 22 K.Ms. from Islamabad and hardly 10 or 8 kilometers from Rawalpindi is going to Jhelum and then onward to Lahore.

اس کے لئے تو وہ بل سے دوگنا کرایہ آنے جانے میں خرچ ہو جائے گا اس لئے یہ قباحت ہے تو یہ آہستہ آہستہ انشاء اللہ we will keep vigilence on it and we will be raising these issues.

**جناب چیئرمین:** جی جناب ڈاکٹر صاحب۔

**ڈاکٹر محمد ریحان:** میری گزارش یہ ہوگی کہ اگر اس معاملے میں بحث نہیں ہونی چاہیئے اگر اس کو concerned کمیٹی آف سینٹ میں بھیج دیا جائے تو وہاں پر چھان بین بھی ہو جائے گی اور لوگوں کو بھی شکایات ہیں تو میرے خیال میں معاملہ ------

**جناب چیئرمین:** دیکھیں ناں جہاں تک کمیٹی کا معاملہ ہے تو وہ کمیٹی خود empowered ہے کہ معاملہ ٹیک اپ کر سکتی ہے لیکن جب منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ جی میں اس کی درستگی کروا دوں گا اس کے باوجود اگر reasonable کے بعد نہ ہوا تو دوبارہ اس کی طرف توجہ دلائیں گے۔

**ڈاکٹر محمد ریحان:** اگر وہ یہ assurance دیتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

**جناب چیئرمین:** جی ہاں وہ دے رہے ہیں۔ او کے۔

So this stands disposed of as not pressed in the light of the statement of the honourable Minister. Next is Dr. Rehan, No.22, reported that the irregularities in the construction of Indus Highway.

Dr. Muhammad Rehan: Sir, with your kind permission I seek leave of this honourable House to adjourn its routine proceedings and take up this important matter for discussion, that is, which as reported in the daily "Frontier Post" Peshawar on 14th June, that serious irregularities have been alleged in the construction of the Indus Highway. Sir, this is a matter of national importance, that concerns Federal Government and is of recent occurence.

جناب چیئرمین: جی جناب ڈاکٹر صاحب۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I Oppose.

جناب چیئرمین: اپوز جی۔ جی فرمائیے جی مختصراً۔ فرنٹیئر پوسٹ کی رپورٹ ہے ۔ بہرحال سب کچھ اخبار میں تفصیل دی ہوئی ہے جو کچھ آپ نے کہنا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریحان: میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اخبار میں اسکی رپورٹ ۱۴ جون کو شائع ہوئی تھی کہ وہاں پر انڈس ہائی وے کی جو کنسٹرکشن ہو رہی ہے جو چائنا پٹرولیم کمپنی کو اس کا ٹھیکہ ملا ہوا ہے وہاں پر وہ جو مشینری استعمال کرتے ہیں وہ سیکنڈ ہینڈ مشینری جو کہ اخبار کی رپورٹ کے مطابق افغانستان سے سمگل کی گئی تھی یہاں تک کہ افغان ائیرپورٹ کی ٹینکر جو ہے وہ اپنے اوریجنل رنگ میں وہاں پر موقع پر پائی گئی اور ان کی اوریجنل پرائس چارجز ہوئے تھے۔ اور وہ اس طریقے سے کام نہیں کر سکتے ہیں اور پھر انہوں نے ایڈمنٹ بھی کر دیا ہے کہ یہ کوئی راولپنڈی میں ایک فرم ہے جو کہ ہمیں یہ مشینری سپلائی کرتی رہتی ہے تو اس لحاظ سے وہاں پر جو کنسٹرکشن ہو رہی ہے وہ بالکل غیرتسلی بخش ہو رہی ہے اور یہ قومی شارع بن رہی ہے تو جناب والا پوری قوم کو اس بات پر تشویش ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ شکریہ جی۔ جی جناب ڈاکٹر صاحب ۔

جناب ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ جناب والا بات یہ ہے کہ نیشنل ہائی وے اتھارٹی کنسٹرکشن کا ذمہ دار ہے جو ہماری اپنی قوم کی ایک چیز ہے وہ سڑک جو بنائی جا رہی ہے اس کی ذمہ داری ہماری حکومت کی ہے اور نیشنل ہائی وے اتھارٹی اس کی ذمہ دار ہے اب مشینری

سیکنڈ ہینڈ ہو یا فرسٹ ہینڈ ہو یا جو کچھ بھی ہو ایک ریگولر کنٹریکٹ کے تحت جو فرمیں ہیں جاپان کی ہیں ترکش اور کوریا کے کنٹریکٹرز ہیں انہوں نے کئے ہیں وہ مشینیں جہاں سے لے آئیں ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اگر کنسٹرکشن سب سٹینڈرڈ ہو بے قاعدگی ہو یا قائم ہو irregularities in the construction at the spot ہو تو وجہ یہ ہے کہ ہمارا نقصان ہو گا ایک چیز ہے جسکے بارے میں ہمیں متفکر ہونا چاہئیے ۔ اب اس کے بارے میں ان کے پاس کوئی حقائق ہیں کہ جو روڈ بن رہی ہے وہ سب سٹینڈرڈ ہے یا میٹیریل اس میں کمزور لگایا گیا ہے the requirement is not being met according to the contract جو جاپانی سے ہوئے ہیں کورین ہیں یا دوسرے ہیں تیسرا ہیں تو بجا اب مشینیں وہ چاہے سیکنڈ ہینڈ لیں یا فرسٹ ہینڈ لیں ہمارا اس سے کوئی کنسرن نہیں ہے ہمارا تو تعلق ان کنٹریکٹرز سے ہے جن کے ساتھ ہمارے ایگریمنٹ ہیں انہوں نے ہمیں ایک روڈ بنا کر دینی ہے اس کے لئے سٹینڈرڈ مقرر ہے اور اس کے مطابق نیشنل ہائی وے اتھارٹی کی رپورٹ یہ ہے کہ وہ بالکل درست جو ہدایات ہم نے دی ہیں اس کے مطابق بنا رہے ہیں اب وہ مشینیں چاہے وہ مکمل ہوئی ہوں گی یا نہیں ہوئی ہوں گی یہ ان کا مسئلہ ہے ہمارا نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ جی جناب ڈاکٹر صاحب ۔

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ جناب والا وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ وہ جو ہیں سیکنڈ ہینڈ مشینری لے لیں اب وہ جو بل چارج کریں گے وہ فرسٹ ہینڈ مشینری کے مطابق کریں گے ۔ اور پھر وہ ردی اور سیکنڈ ہینڈ کباڑی مال لا کر پہلی بات تو یہ ہے کہ ---

جناب چیئرمین ۔ دیکھیں ناں وہ کہتے ہیں کہ روڈ دیکھیں ناں اگر روڈ میں کوئی بات ہے تو پھر بات کریں ۔

ڈاکٹر محمد ریحان : روڈ جو ہے اس کے متعلق بھی اسی رپورٹ میں شائع ہو چکا ہے کہ اس پر جو انچارج آفیسر تھا اس نے اپنی dissatisfaction کا اظہار کر دیا ہے ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ جی وہ پڑھیں کہاں پر ہے وہ لکھا ہوا ۔

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ جی وہ یہاں پر clipping میرے اس پر لگی ہوئی ہے ۔

جناب چیئرمین - جی وہ آپ کے پاس موجود ہے یا نہیں ہے -

ڈاکٹر محمد ریحان - جی وہ اس وقت میرے پاس مل نہیں رہی ہے لیکن مجھے یاد پڑھتا ہے کہ وہ clipping آئی ہے اور باقاعدہ یہ رپورٹ آئی ہے جس پر اس نے اپنے عدم اطمینان کیا ہوا ہے -

Mr. Chairman: The work of the CPECC is very slow according to reports, the General Manager, National Highway Authority inspected the work at section 10 and expressed dissatisfaction over it.

تو یہ تو according to the report بالکل ہی vague بات ہوئی ناں کس کی رپورٹ کیسے وہ کہہ رہے ہیں منسٹر صاحب کہ ٹھیک ٹھاک ہے معاملہ - تو we have to rather go by the report of the Minister than some vague reference to sources.

ڈاکٹر محمد ریحان - بہر کیف ہم تو یہ اخبار پڑھتے ہیں اور اس میں اس طرح جو کہیں چھپے ہوتے ہیں وہ point out کرنا ہمارا فرض ہوتا ہے جی -

جناب چیئرمین - بہر حال منسٹر صاحب کہہ رہے کہ معاملہ ٹھیک ٹھاک ہے اور اگر اس کے باوجود آپ کے پاس کوئی definite بات آئے تو اس کی روشنی میں اس کو دوبارہ take up کر لیں گے -

ڈاکٹر محمد ریحان - ٹھیک ہے جناب -

جناب چیئرمین - تو جی -

disposed of in the light of the statement of the honourable Minister. Next is Syed Fazal Agha Sahib. Mismanagement in the Federal Board of Intermediate and Secondary Education.

## ii) RE: THE ALLEGED DISSATISFACTORY WORKING OF THE FEDERAL BOARD:-

سید محمد فضل آغا - بسم اللہ الرحمان الرحیم - شکریہ جناب - وزیر تعلیم صاحب تو

آج تشریف نہیں رکھتے ہیں۔

I beg leave to move that a normal proceedings of the House be adjourned to discuss the following matter of the public importance recent occurence and urgent nature namely:-

"It has been reported in the daily "Khabrain" Islamabad dated 17-7-1995 that out of 250 officers/staff in the Federal Board of Education Islamabad, only a few officers/officials were present in the office during the working hours on 16th July, 1995. According to the news, the examination papers for Metric, accordingly marked, were lying in open area. Besides, secret/important documents were kept without any proper arrangement of security. It has also been revealed that Federal Board always caused delay in the announcement of the result of examination due to which precious time of the nation goes wasted. Under these circumstances, the absence of majority of the officers/officials from the office during the office hours has sent a wave of resentment to the public. Thus this matter of grave concern be debated in the House."

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Opposed

جناب چیئرمین۔ جی opposed جی۔ باقی تفصیل تو آپ نے ساری دی ہوئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی بات سن لیتے ہیں۔

سید محمد فضل آغا۔ تفصیل بھی دی ہوئی ہے اور اندر کے فوٹو گراف بھی دیئے ہوئے ہیں۔ باقی بھی ساری باتیں ہیں۔

جناب چیئرمین۔ جی سمجھی ہیں۔ جی ڈاکٹر صاحب فرمائیے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب والا! میری ایک گزارش ہے اور وہ یہ کہ میں بات عرض کر جاؤں تو مجھے آپ معاف کر دیں گے

جناب چیئرمین۔ ایسی بات نہ کریں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ احتسابی عمل ۔ اصل میں یہ "خبریں" اخبار نے لے لیا ہے اور جہاں کہیں ان کو ترشی ہوتی ہے یا کسی سے اختلاف ہوتا ہے یا ان کا کوئی مسئلہ شاید نہ حل ہوتا ہو تو اس قسم کے طریقہ کار اختیار کر کے بلیک میل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔

سید محمد فضل آغا ۔ ان کا کیا مسئلہ ہوتا ہے ؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ ان کے بڑے مسئلے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ بہر حال اس مسئلے پر آئیں جس کی نشاندہی کی گئی ہے ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ ان کے کئی مسائل ہیں ۔ جناب والا! یہ بھی بڑا مسئلہ ہے ۔ابھی اس کے لئے کھوج لگانا پڑے گا ۔ اس کو آپ defer کر دیں ۔

جناب چیئرمین۔ اس کو میں کیا کروں ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ اگر آج defer کردیں تو ----

جناب چیئرمین۔ کیوں جی defer کردیں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: We should be fully equipped with it we have to think over it.

تمام جہاں کے جو اغلاط ہیں ۔ وہ تو اس اخبار میں آتے ہیں ۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ اس اخبار کا اس کے علاوہ اور کوئی کام ہی نہیں ہے کہ کچھ دوسروں کی اور کچھ اپنی بھی غلطیاں ان کی شاید ہوں یا نہ ہوں تو آج یہ آپ defer فرما دیں ۔

جناب چیئرمین ۔ خورشید صاحب بھی تشریف لے آئے ہیں ان سے بھی پوچھ لیتے ہیں ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ چونکہ یہ تو اس وقت نہیں تھے اس لئے I have to say اگر وہ "خبریں" اخبار والے ----

جناب چیئرمین ۔ اچھا Intermediate Board والا معاملہ ہے ۔

سید خورشید احمد شاہ ۔ admit کرلیں ۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین۔ admit کرانا ہے تو دو گھنٹے کی بحث کرانی ہو گی۔ بڑی ذمے داری کی بات ہوتی ہے۔ آپ اس طرح کریں کہ جس طرح انہوں نے کہا۔ جو ڈاکٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ اس کی رپورٹ منگوا لیں we have the facts before us and then in the light of that we decide it۔

سید خورشید احمد شاہ۔ جناب ایک وفد آیا ہوا تھا۔ میں معذرت خواہ ہوں۔ ان کے ساتھ میں میٹنگ کر رہا تھا۔

جناب چیئرمین۔ وہ تو ٹھیک ہے پھر فرمائیے۔

سید خورشید احمد شاہ۔ میں اس کو اپوز کر رہا ہوں۔ وہ پہلے دو گھنٹے تقریر کر لیں۔

جناب چیئرمین۔ بس انہوں نے کر لی۔ تفصیل دی ہوئی ہے۔ بار بار کیا تقریر ہوائی ہے۔ آپ فرمائیں۔ What do you have to say on this?

سید خورشید شاہ۔ آپ پڑھیں میں نے سنا نہیں۔

جناب چیئرمین۔ چلو جی دوبارہ پڑھ دیں

سید محمد فضل آغا۔ میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

سید خورشید احمد شاہ۔ مجھے معلوم تو ہے کہ آپ بولیں گے۔

سید محمد فضل آغا۔ جناب میں شاہ صاحب کے گوش گزار کر دیتا ہوں ویسے میں نے پڑھ تو دیا ہے۔ جناب میں نے کہا ہے کہ وفاقی تعلیمی بورڈ محکمہ سیاحت کے اہلکار ڈیوٹی سے سیر سپاٹے پر چلے گئے ہیں اور پھر وفاقی نظام تعلیمات کے اہلکار کام کرنے کو گناہ سمجھتے ہیں۔ ڈیوٹی سے غیر حاضری پر تادیبی کارروائی کی جائے گی۔ پروفیسر مسرت۔ خدا خیر کرے "خبریں" والے بھی پہنچ گئے ہیں۔ یہ معلوم نہیں کہ کس کس کی چھٹی ہو گی۔ وقت کا پابند کرنا اور معلوم نہیں میٹرک کے نتیجہ میں تاخیر۔۔۔

جناب چیئرمین۔ مختصراً یہ کہہ رہے ہیں کہ 16 جولائی کو جب وہاں پر دیکھا گیا تو بہت سارے افسر غیر حاضر تھے۔ نمبر 2 ان کی شکایت ہے کہ بہت سارے جو پرچے ہوتے ہیں

وہ ایسے ہی پڑے ہوئے تھے ۔ سیکیورٹی کا کوئی انتظام نہیں تھا اور تیسری شکایت یہ ہے کہ وہاں پر نتیجہ بڑی دیر سے نکلتا ہے تو جنرلی ایک فیڈرل بورڈ کے بارے میں کہہ رہے ہیں ۔ ان کی کارکردگی ٹھیک نہیں ہے ۔ مارکنگ کا نظام بھی درست نہیں ہے ۔ پرچوں کی custody بھی ٹھیک نہیں ہے اور افسر بھی غیر حاضر تھے تو اس رپورٹ کی بنیاد پر انہوں نے ایڈجرنمنٹ موشن دیا ہے ۔

سید محمد فضل آغا ۔ اور پھر اخبار میں فوٹو گراف کے support سے ثابت کیا گیا ہے کہ واقعی کمرے خالی پڑے ہوئے ہیں ۔ ٹائپسٹ نہیں ہیں ۔ برآمدوں میں کچھ نہیں ہے ۔ باہر گدھے گھوم رہے ہیں ۔ جنگل کا سا منظر نظر آ رہا ہے ۔ فیڈرل بورڈ کو انہوں نے ایک ویرانہ بنایا ہوا ہے جیسے کہ وہاں جنات رہتے ہوں ۔ شاہ صاحب سے گزارش یہ ہے کہ معاملہ تو بڑا سنجیدہ ہے اور which is of grave concern to the nation اگر تعلیمی اداروں اور فیڈرل بورڈ کی یہ حالت ہو تو میں یہی سمجھتا ہوں کہ جو پرائمری سکول ہیں اور جو دوسرے تیسرے ادارے ہیں ۔ ان کی کیا حالت ہوتی ہوگی ۔ ابھی ملک صاحب سے یہی بات ہو رہی تھی کہ ہمیں افسر تو ٹھیک ٹھاک بتا دیتے ہیں ۔ ابھی پوری قوم میں کرپشن کے چرچے ہیں ۔ قوم سے باہر ملک کی تباہی کے چرچے ہیں لیکن ملک صاحب کو تمام سیکرٹریٹ نے اور سیکرٹری صاحب نے کہہ دیا کہ ہمارے ہاں کوئی کرپٹ افسر نہیں ہے اور یہی شاہ صاحب کو انفارمیشن پوری ایجوکیشن سے آتی ہو گی کہ سب ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے اور ملک کا بیڑہ 47 سال سے اسی بات پر غرق ہو رہا ہے ہم ٹھیک ٹھاک چل رہے ہیں ۔ جو لوگ نیچے سے ہوتے ہیں کہ سب ٹھیک ٹھاک ہے ۔ ہم بھی کہہ دیتے ہیں کہ سب ٹھیک ٹھاک ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے proper کوئی تحقیق ہو یا کوئی انکوائری ہو کیونکہ انہوں نے جناب پروفیسر حسرت صاحب نے خود بھی کہہ دیا ہے کہ ہم محکمانہ کارروائی کریں گے تو شاہ صاحب کی دلچسپی ان باتوں میں زیادہ ہے اور ہمارے بلوچستان کے حوالے سے تو ہم ان کے ممنون ہیں کہ انہوں نے ہمارے ایجوکیشن اداروں کو خاطر خواہ اہمیت دی ہے لیکن یہ فیڈرل بورڈ کا مسئلہ ہے اور چونکہ یہ خود تو نہیں ہوتے ہیں اور حالات واقعی ایسے ہیں آپ نے دیکھ لیا کہ آئے دن محکموں کی ہڑتال ہے ۔ افسروں کی ہڑتال ہے ۔ معلوم نہیں کیا کیا ہوتا ہے ۔ حکومت کی کارکردگی تو میں سمجھتا ہوں کہ 20 فی صد سے کم ہو کر رہ گئی ہے ۔ یہ بات ہمیں ہر لحاظ سے ماننی پڑے گی ۔ سوالات کی حالت آپ دیکھیں کیونکہ جوابات نہیں آ رہے ہیں ۔ committees میں

دیکھیں تو سیکریٹری صاحبان غیر حاضر ہیں ۔ ایڈیشنل سیکریٹریز غیر حاضر ہیں ۔ اب گیلریز میں دیکھئے منسٹر صاحبان نہ یہاں جواب دینے کے لئے آتے ہیں نہ کسی منسٹری کا نمائندہ ہوتا ہے ۔ نہ کوئی سیکریٹری ہوتا ہے ۔ نہ جوائنٹ سیکریٹری نہ ایڈیشنل سیکریٹری ۔ اس بیوروکریسی نے تو بالکل ہی اپنا line of actionالگ کر دیا ہے ۔میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے پارلیمنٹ کواور خود کو ایک الگ حساب کتاب سمجھ لیا ہے ۔ انہوں نے ایک parallel گورنمنٹ قائم کی ہوئی ہے ۔ تو اس لحاظ سےمیں سمجھتاہوں کہ ہماری اپوزیشن کی بجا طور پر یہ ذمہ داری بنتی ہے ۔ گورنمنٹ کے افراد اس معاملے میں 24 مہینے سے بالکل چپ سادھے ہوئے ہیں ۔ وہ کچھ بولتے ہی نہیں ہیں۔ بدقسمتی سے ہماری جب بھی گورنمنٹ رہی ہم خود ہی گورنمنٹ کو تنقید کا نشانہ بناتے رہے ۔ اس لئے کہ گورنمنٹ کے معاملات کو ۔ محکموں کو اسی طرح ہم کنٹرول کر سکتے ہیں ۔ لیکن بدقسمتی سے اس طرف کے لوگ 24 مہینے سے خاموش بیٹھے ہیں ۔ صرف ہماری ذمہ داری رہ گئی ہے ۔ قومی مفادات کا تحفظ اپوزیشن کے ذمہ رہ گیا ہے۔ تو میری گزارش شاہ صاحب سے یہ ہے کہ یہ بہت بڑا serious مسئلہ ہے ۔ بجائے اس کے کہ technical grounds پر oppose کیا جائے ۔ جبکہ تمام شواہد اخبارات کے اندر خود موجود ہیں ۔ تو اس مسئلہ کا خاطرخواہ جواب اگر شاہ صاحب کی طرف سے آئے تو مہربانی ہوگی۔

**جناب چیئرمین۔** شکریہ ۔ جی جناب خورشید شاہ صاحب۔

**سید خورشید احمد شاہ۔** جناب چیئرمین ! سب سے پہلے میں آپ سے معذرت خواہ ہوں کہ میں یہاں موجود نہیں تھا ۔ میں ایک بات اپنے معزز سینیٹر صاحب کو گزارش کر دوں کہ میرا ایک کام کرنے کا طریقہ ہے کہ آج تک میں نے کبھی بھی اپنی منسٹری کے کسی بھی آفیسر کو protectionنہیں دی ہے اگر وہ غلط ہے ۔ جمعرات کو میرے questions تھے ۔ میں نے ڈپٹی چیئرمین کو request کی اور معزز سینیٹر صاحبان کو ۔ پروفیسر خورشید اور فضل آغا صاحب کو کہ اس کو next day پر رکھا جائے کہ میں ان کے صحیح جواب دے سکوں ۔ جو میرے آفیسران لکھ کر لائے تھے ۔ میں اس سے satisfy نہیں تھا ۔ اس لئے میں اس ہاؤس کو غلط statement نہیں دینا چاہتا تھا اگر اس دن آپ کو جواب دے دیتا ۔ آپ 3 سوال کرتے ۔ 6 سوال کرتے ۔ 8 سوال کرتے ۔ یہ ہاؤس ہم سب کے لئے اتنا ہی محترم ہے جیساکہ اپوزیشن سمجھتی ہے ۔ جیسے ہم منسٹر

صاحبان سمجھتے ہیں ۔ یا پارلمنٹرین سمجھتے ہیں ۔ یہ سوچنا کہ اگر یہ بات ہوتی ہے کہ ہم اپنے آفیسران کو اتنا protection دیں گے ۔ جیسا کہ یہ news آئی تھی ۔ آج سے دو ڈھائی مہینے پہلے ۔ تو میں نے اس پر inquiry کروائی تھی ۔ اس وقت مجھے جو رپورٹ ملی وہ یہی ملی کہ کچھ آفیسران اس وقت امتحان کے سلسلے میں centres میں گئے ہوئے تھے ۔ اور جہاں تک فونوز کی بات ہے ۔ ماشاء اللہ آپ خود Lawyer بھی ہیں ۔ آپ جانتے ہیں کہ فوٹو جو ہے وہ witness نہیں ہوتا ۔ کسی بھی وقت رات کے نام پر دن کے نام پر کھینچ کر اگر اخبار میں دیا جائے تو وہ آ سکتا ہے ۔ اس کے بعد میں نے خود بھی visit کیا ۔ جہاں تک آپ کہتے ہیں کہ پیپرز کی کاپیاں ویسے پڑی تھیں اور پیپر پڑے ہوئے تھے ۔ کسی بھی وقت یہ ہو۔ ا گر ابھی اسی وقت ان کو information نہیں ہے ۔ اگر یہاں سے فضل آغا صاحب جائیں اور دو ممبران ابھی اسی وقت جائیں ۔ ان کو ہم informationنہیں دیتے ہیں ۔ وہ ایک secret room ہوتا ہے ۔ جن میں سوائے چیئرمین اور کنٹرولر آف ایگزامینیشن اور دو تین یا چار آدمی ہمارے ہوتے ہے ۔ ان کے علاوہ کوئی نہیں جا سکتا ۔ وہ سیل ہوتا ہے ۔ جب بھی وہاں جو جاتا ہے وہ چیئرمین سے permission لیتا ہے ۔ وہاں سے ایک کاپی بھی باہر نہیں نکل سکتی ۔ اس سے پہلے ایک واقع ہوا تھا جس میں answer copy جو plain کاپیاں تھیں وہ کچھ چوری ہو گئی تھیں ۔ پریس جب آئی تھیں تو وہ چوری ہو گئی تھیں ۔ وہ secret room میں نہیں گئی تھیں ۔ تو اس پر بھی میں نے action لیا کہ یہ کاپیاں کیسے چوری ہوئیں ۔ اور اس میں جو ذمہ دار تھے ان کے ٹرانسفر کے لئے سیکریٹری کو لکھا ۔ تو اتنی ہم کوشش کر سکتے ہیں کہ جو آفیسر غیر حاضر ہے یا کوئی بھی نہیں ہے ۔ اگر ان کا ہمیں مکمل ثبوت مل جائے ۔ کیونکہ اس کے آنے سے پہلے بھی اپنے چیئرمین کو جب یہ adjournment motion آیا تو میں نے کہا کہ میں اُدھورا جواب نہیں دے سکتا ۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ جو آفیسر اس وقت بقول ان کے "امتحانی سنٹر پر گئے تھے یا کورٹ میں گئے تھے ۔ تو مجھے اس کا evidence چاہیئے ۔ اگر اس وقت کسی سنٹر پر گئے تھے تو کہاں پر examination ہو رہے تھے اور کون سے سنٹر پر کس نام پر وہ گئے ، اور کون سا آفیسر گیا ؟ آیا کورٹ میں گیا تھا تو وہ کیس نمبر کیا تھا ؟ اور کس کیس نمبر پر اس کی اس نام پر ڈیوٹی تھی ؟ وہ مجھے detailed رپورٹ چاہیئے ۔ تو ان لوگوں نے مجھے یہ جواب دیا کہ جناب یہ جو سوال ہے اس میں کسی بھی آفیسر کا نام نہیں ہے کہ فلاں آفیسر وہاں موجود نہیں تھا اگر ہمیں نام دیئے جائیں کہ فلاں فلاں آفیسر وہاں موجود نہیں تھے

تو ہم آپ کو یہ detail دینے کے لئے تیار ہیں کہ کون سا آفیسر اس وقت کہاں ڈیوٹی پر گیا تھا۔ اگر معزز ممبر صاحبان مجھے ان کے نام دے دیں تو میں آپ کو detail دے دوں گا۔

**جناب چیئرمین۔** جی فضل آغا صاحب۔

**سید محمد فضل آغا۔** جناب والا شاہ صاحب کا بیان درست لیکن صرف چیئرمین بورڈ کے بیان پر rely کرنا درست نہیں ہے۔ اس لیے کہ جب کوئی بھی اجنبی اگر کسی دفتر میں جاتا ہے تو اس کو نام تو پتا نہیں ہوتے کہ کس سیٹ پر کون صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کا کیا نام ہے۔ یہ تو بجا طور پر چیئرمین کو پتا ہوگا میری شاہ صاحب سے گزارش ہے کہ وہ چیئرمین کو اس بات پر یوں پکڑ لیں کہ جناب اس دن جو لوگ غیر حاضر تھے ان کی ڈیوٹی لسٹ ہمیں دے دیں کہ کون کون کہاں تھا۔ مثال کے طور پر اگر شاہ صاحب خود بھی جاتے ہیں تو ان کو ناموں کا تو پتا نہیں نہ یہ نام دے سکتے ہیں نہ میں نام دے سکتا ہوں نہ اخبار والوں کو پتا ہے۔ نام تو چیئرمین کو پتا ہے اور چیئرمین کو پتا ہے کہ اس دن کون کون سے لوگ کہاں کہاں ڈیوٹی پر تھے کس کس examination hall میں کس کس officer کی duty تھی اور کس court میں کس officer کی ڈیوٹی تھی تو میں سمجھتا ہوں کہ شاہ صاحب مہربانی کرکے یہ فہرست ان سے مانگ لیں اور شاہ صاحب اپنے ضمیر کے مطابق بطور وزیر تعلیم اگر مطمئن ہیں کہ سب ٹھیک ٹھاک ہوا ہے تو میں اس کو press نہیں کروں گا۔ لیکن ہماری گزارش تو یہ ہے کہ کمزوریاں ہیں خامیاں ہیں ان کو ہم point out کریں تاکہ ملک کے کچھ معاملات تو ہم سدھار سکیں اگرچہ بند تو ٹوٹ ہی گیا ہے لیکن کچھ معاملات کو تو ہم سدھاریں۔

**جناب چیئرمین۔** آپ دیکھ لیں وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم انکوائری وغیرہ کر رہے ہیں۔

**سید خورشید احمد شاہ۔** جناب چیئرمین میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں جو بھی بیان دوں گا اپنے ضمیر کے مطابق دوں گا میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ میں کسی کو protection نہیں دینا چاہتا۔ آپ کہتے ہیں کہ چیئرمین خود رپورٹ دے کہ کون کون کہاں کہاں تھا وہ تو پھر اپنی مرضی سے رپورٹ دیں گے۔ کہہ دیں گے کہ جی یہ یہ فلاں فلاں جگہ پر تھے یہ نہیں۔ اگر آپ نام دیں گے۔۔ کیونکہ جو بھی آفیسر یا کوئی بھی گریڈ 16 کا آفیسر وہاں موجود ہے تو باہر تختی پر اس کا نام لکھا ہوا ہے وہاں صحافی گئے ہیں ظاہر ہے وہاں نام لکھا ہوا

ہے تو ان کے نام نہیں مل جائیں ۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ میں چیئرمین سے لے لوں تو پھر اپنے ضمیر کے مطابق میں مطمئن نہیں ہوں گا ۔

**جناب چیئرمین** ۔ بہر حال چونکہ خورشید شاہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں خود اس کی دیکھ بھال کروں گا اور معاملات کی انکوائری کروں گا تو میرے خیال میں یہ مسئلہ بطور تحریک التواء مناسب نہیں ہے ۔ So disposed it. جناب شفقت محمود صاحب۔

**جناب شفقت محمود** ۔ جناب والا! فیڈرل بورڈ آف ایجوکیشن کا اطلاق وفاقی علاقے پر ہوتا ہے اور میں وفاقی علاقے سے منتخب ہوا ہے تو میں آپ کی اجازت سے کچھ گزارشات پیش کروں گا ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وفاقی بورڈ آف ایجوکیشن بہت اچھا کام کر رہا ہے اور اس میں بڑے فرض شناس لوگ ہیں لیکن ایک تفاوت ہے جس کے متعلق میں وزیر تعلیم صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ اسلام آباد کے دیہی اور اسلام آباد کے شہری علاقوں میں تعلیمی اداروں کا جو difference ہے وہ بہت زیادہ ہے اور خاص طور پر اسلام آباد ایک بڑا ترقی یافتہ شہر ہے ۔ پاکستان کا capital ہے اور دیہاتوں کے بڑا قریب ہے تو دیہات کے لوگوں کو یہ difference بہت زیادہ محسوس ہوتا ہے ۔ اور ان کے مطالبات اب بہت زیادہ بڑھ رہے ہیں کہ اسلام آباد کے دیہاتی علاقے میں تعلیمی ادارے ہیں ان کو کسی نہ کسی طریقے سے اسلام آباد کے شہری علاقوں کے تعلیمی اداروں کے برابر لایا جائے ۔ خاص طور پر یہ ماڈل سکولز اور اس قسم کا جو concept ہے اس کے بارے میں دیہاتی علاقوں کے عوام میں ایک بہت زیادہ تحریک ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ کالجز صرف شہر میں ہیں دیہاتی علاقے میں نہیں ہیں ۔ اس لئے میں وزیر تعلیم صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اس مسئلے پر خصوصی توجہ دیں کیونکہ اسلام آباد اور راولپنڈی کے درمیان ایک rural area آتا ہے جو کافی پسماندہ ہے اس کے لئے مہربانی کر کے وزیر صاحب فیڈرل بورڈ سے کہیں کہ وہ خاص طور پر توجہ دے ۔ سکولوں کی upgradation کی جائے ۔ کمروں کی حالت بہتر بنائی جائے ۔ وہاں پر فرنیچر مہیا کیا جائے ۔ teachers وقت پر آئیں ان کی چیکنگ وغیرہ ہو اور ساتھ ساتھ کہیں کہیں ماڈل سکول قائم کیے جائیں اور کچھ میٹرک سکولوں کو انٹرمیڈیٹ کالج بنا دیا جائے تاکہ لوگوں کو اسلام آباد شہر تک نہ آنا پڑے ۔ اگر یہ سارے اقدامات کر لئے جائیں تو اسلام آباد کے دیہاتی علاقے کو جو محسوس ہو رہا ہے کہ وہ بہت پیچھے ہے

اور شہر بہت ترقی کر گیا ہے وہ ختم ہو جائے گا ۔ اس میں میں یہ گزارش بھی کر دوں کہ اسلام آباد کے دیہاتی لوگوں کو یہ بھی شدت سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ ہماری زمین ہے اور ہماری زمین پر دارالخلافہ بنا ہے اور چونکہ یہ زمین ہم سے لی گئی ہے اس کے بدلے میں ہمارے لئے تعلیمی سہولتیں ، صحت کی سہولتیں یا دیگر جو سہولتیں ہیں وہ شہری لیول تک مہیا کی جائیں ۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ شاہ صاحب اس سلسلے میں کچھ فرمائیں۔

سید خورشید احمد شاہ۔ جناب چیئرمین ' میں معزز سینیٹر کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جتنا ان کو احساس ہے مجھے اس سے زیادہ احساس ہے اور واقعی بڑے افسوس اور دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ اسلام آباد جو ملک کا کیپیٹل ہے اس کے ساتھ جو ہمارے گاؤں ہیں جو میں سمجھتا ہوں اسلام آباد کا حصہ ہیں ان کے اسکول کا جو حال ہے ہمیں شرم آتی ہے وہ مجھے یہاں بتاتے ہوئے ۔ یہاں تک کہ میں نے اسکولز دیکھے ہیں اسلام آباد میں جو shelterless اسکولز ہیں وہاں بچے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں اینٹوں پر بیٹھ کر پڑھ رہے تھے وہاں میں گیا تھا اسی اسلام آباد میں ۔ تو میں نے فوری طور پر احکامات دیئے کہ سب سے پہلے بلڈنگ دی جائے پھر ان کو فرنیچر دیا جائے ۔ ایسے بھی تین چار اسکولز ہیں جن کو کلاس روم تک میسر نہیں ہیں ۔ اور بہت سے ایسے اسکولز ہیں جن میں میں نے تقریباً 16 اسکولز ہیں interior میں جن میں میں نے extra class rooms بنانے کے لئے کہا ہے ان کے play ground بنانے کے لئے کہا ہے تاکہ میں کم از کم at par نہیں تو اس level تک اسلام آباد کے مضافات کے اسکول کو لاؤں کہ کل کوئی آدمی جائے تو یہ سمجھے کہ یہ کوئی اسکول ہے اسے کوئی اصطبل نہ سمجھے ۔ تو واقعی اس میں کوئی شک نہیں ہے مگر انشاء اللہ تعالیٰ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دو سال کے اندر میں نہیں کہتا ہوں کہ کل یا پرسوں ، مگر دو سال کے اندر آپ کو اسلام آباد کے مضافات میں یہ محسوس ہو گا کہ اسکولز میں جو کل تھے آج اس میں بڑا change ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ شکریہ ۔ next ہے جی حافظ حسین احمد ، پروفیسر خورشید احمد دونوں غیر حاضر ہیں

So this stands dropped. Now it is the end of adjournment motions. Next item is item No. 2 Anwar Bhinder Sahib leave be granted to introduce a Bill to provide

for the power of review by the Supreme Court of Pakistan

یہ بل یعنی move ہو چکا ہے کیا اس کی پوزیشن ہے ؟

**چوہدری محمد انور بھنڈر۔** جناب چیئرمین بل move نہیں ہوا ہے در اصل میں نے وہ موشن move کی تھی اور اس پر میں نے تھوڑا سا عرض کیا تھا لیکن چونکہ یہ بہت پرانی بات ہو چکی ہے اس لئے مجھے اجازت دی جائے کہ میں یہ ہاؤس کے سامنے پیش کر سکوں کہ میرا بل کیا ہے تا کہ اس کے مطابق ہاؤس فیصلہ کرے کہ اس کی اجازت دینا ہے یا نہیں دینا ہے۔

**جناب چیئرمین۔** ٹھیک ہے فرمائیے ۔

**چوہدری محمد انور بھنڈر۔** جناب والا! میں نے یہ بل موو کیا ہے سپریم کورٹ کی power of review کے متعلق ۔ سپریم کورٹ جیسا کہ ایوان کو معلوم ہے اس ملک کی سب سے بڑی عدالت ہے اور جب کوئی فیصلہ سپریم کورٹ دے دیتی ہے تو اس کے بعد سپریم کورٹ کو آئین کے مطابق اس پر review کرنے کا یعنی نظر ثانی کرنے کی بھی اجازت آئین نے دی ہے اور آئین کے جناب والا ! میں آرٹیکل 188 کی طرف جناب کی اور اس ایوان کی توجہ مبذول کرواؤں گا کہ آرٹیکل 188 آئین کا جناب والا ! اس میں لکھا ہے کہ :-

"The Supreme Court shall have power subject to the provisions of any Act of Majlis-e-Shoora (Parlaiment) and of any rule made by the Supreme Court to review any judgment pronounced or any order made by it."

دو چیزیں جناب آئین نے اس کے لئے ضروری رکھی ہیں ایک تو قانون ہونا چاہئے جو پارلیمنٹ بنائے اور دوسرا رولز ہونے چاہئیں جن کے تحت سپریم کورٹ نظر ثانی کرنے کا اختیار حاصل کرے ۔ دو چیزیں جناب ضروری ہیں میں یہ کہتا ہوں کہ یہ اس کے متعلق قانون بننا چاہئے ۔ اس وقت جو صورتحال ہے وہ یہ ہے کہ سپریم کورٹ جو بھی نظر ثانی کرتی ہے وہ اپنے قواعد کے تحت نظر ثانی کے اختیارات استعمال کرتی ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ جو آئین نے رکھا ہے اور آئین کی جو ضرورت ہے جو آئین نے ہمارے لئے یہ وضع کیا کہ آپ پارلیمنٹ اس کے متعلق قانون بھی بنائیں یہ چاہتا ہوں کہ ہم اپنی آئینی ذمہ داری کو پوری کریں اور قانون بنائیں ۔ مجھے اس سے جناب والا ! غرض نہیں ہے کہ وہی چیزیں بیشک ہم اپنا لیں جو کہ اس وقت سپریم

کورٹ کے رولز میں ہیں لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ آئینی ذمہ داری ہماری ہوتی ہے کیونکہ آئین کہتا ہے کہ ہم ایک قانون بنائیں اس لئے ہمیں وہ قانون ضرور بنانا چاہئے میں نے وہ ایک قانون اس ایوان کے سامنے پیش کیا ہے اور اس میں جناب 90% وہی provisions ہیں وہی شقیں میں نے رکھی ہیں جو اس وقت سپریم کورٹ کے قواعد میں ہیں ماسوائے ایک چیز کے کہ سپریم کورٹ کے قواعد میں یہ ہے کہ اگر میں ایک وکیل کے طور پر میں نے ایک کیس argue کر لیا میرے خلاف فیصلہ ہو گیا تو سپریم کورٹ کہتی ہے کہ دوبارہ جو review دائر کروں گا وہ بھی میں ہی دائر کروں گا اور کوئی وکیل دائر نہیں کر سکتا ۔ کسی شخص کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ مجھ سے اچھا وکیل لے آئے ، مجھ سے اچھے دلائل لے آئے اور مجھ سے اچھی طرح اگر سپریم کورٹ convince کر لے تو اس کو review petition دائر کرنے کی اجازت ہو ۔ رولز میں یہ ہے کہ میں ہی دائر کروں اور میں ہی argue کروں کیونکہ جناب والا ! یہ عام بات ہے کہ اگر میں پہلی دفعہ سپریم کورٹ کو convince نہیں کر سکا تھا تو ظاہر ہے کہ سپریم کورٹ دوسری دفعہ بھی مجھ سے بڑی مشکل سے convince ہو گی ۔ اس لئے review کا دائرہ کار بہت ہی محدود ہو گیا ہے ایک تو وہ ویسے ہی دائرہ محدود ہوتا ہے ، دوسرے اس وکیل کو کرو اور وہی arguments ہوں تو اس لحاظ سے جناب میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ جو حق ہے نہ ہو اور آئین بھی کہتا ہے اور یہ اجازت دیتا ہے کہ جو بھی litigants ہیں ، جو بھی دعویٰ کرنے والا ہے اس کو اس کے choice کا وکیل کرنے کی اجازت ہے ۔ لیکن قواعد میں یہ پابندی لگا کے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ public litigants سے نا انصافی ہے ۔ میں نے ایک بل میں یہ چیز دور کی ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ بل جو ہے اس کی اجازت کم از کم دے دیں اور اس کی اجازت دینے سے کمیٹی دیکھ لے گی اس میں جو چیز آپ delete کرنا چاہیں گے ہم delete کر دیں گے ۔ جو چیز آپ add کرنا چاہیں گے ہم add کر دیں گے لیکن آئین کا تقاضہ پورا ہو جائے اور آئین کا تقاضہ پورا ہونے کا مقصد یہی ہے کہ اس بل کو admit کر لیا جائے اور اس کو کمیٹی کو ریفر کر دیا جائے ۔ کمیٹی میں جناب والا ! ہم اس کو دیکھ لیں گے ۔ ایک اور چیز میں ہاؤس کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ فرق کیا ہے ۔ ہندوستان کی Constitution میں آرٹیکل 137 ہے اسی power of review کے متعلق اور وہیں سے جناب والا یہ تمام language یہاں incorporate ہوئی ہے ۔ وہ رول یہ کہتا ہے ۔

Subject to the provision of any law made by the Parliament or any Rule made

under Article 145, the Spureme Court shall have the power to review any judgement for announcement or oder made by it.

اس میں جناب لفظ or ہے ہندوستان کے آئین میں ' ہمارے آئین میں لفظ and ہے یعنی and سے ظاہر ہے کہ دونوں چیزیں ہونی چاہئیں ' قانون بھی ہونا چاہیئے اور قواعد بھی ہونے چاہئیں ۔ ہندوستان میں اگر قانون نہیں بنا تو وہ صحیح ہے کیونکہ ان کا آئین or کا لفظ استعمال کرتا ہے ' ہمارا آئین and کا لفظ استعمال کرتا ہے ۔ اس لئے پارلیمنٹ کو قانون بنانا ضروری ہے اور ویسے بھی میں سمجھتا ہوں جناب کہ جب میں یہ کہتا ہوں کہ قانون بناو صرف قواعد سے اس نظرثانی کے اختیارات کو لاگو نہ کرو۔ میں کوئی ایسی بات نہیں کر رہا میں تو اس ہاؤس کی اور پارلیمنٹ کی supremacy کے لئے یہ عرض کر رہا ہوں ۔ یہ پارلیمنٹ سپریم ہے اور آئین کے مطابق قانون بنانا پارلیمنٹ کا کام ہے ۔ کسی اتھارٹی کو ' کسی عدالت کو اختیار دینا ' یک سول کورٹ کو اختیار دیتے ہیں تو آپ پارلیمنٹ کے ذریعے سے دیتے ہیں ' آپ ایکٹ کے ذریعے سے دیتے ہیں ' کسی Appellate Authority کو دیتے ہیں تو آپ قانون کے ذریعے سے دیتے ہیں ۔ تو اگر آئین کہتا ہے کہ یہ اختیارات جو ہیں سپریم کورٹ کے یہ بھی آئین کے مطابق ' قانون کے مطابق دو اور قانون بناؤ تو میں نہیں سمجھتا کہ قانون ہمیں کیوں نہیں بنانا چاہیئے ۔ قانون ضرور ہونا چاہیئے ۔ میں جناب استدعا کروں گا اس طرف بیٹھے ہوئے بھائیوں کی خدمت میں بھی کہ میں کوئی اپوزیشن کے نقطہ نظر کو جناب project نہیں کر رہا ۔ میں کوئی ایسی بات نہیں کر رہا جو گورنمنٹ کے مزاج کے منافی ہو ۔ میں تو جناب یہ بات کر رہا ہوں کہ آئین کے تقاضے کو پورا کرنے کے لئے ' اس پارلیمنٹ کی بالادستی کے لئے اور میں کہتا ہوں کہ یہ قانون جو ہے اس کو وضع کر لیا جائے اور اگر فاضل وزیر قانون کو اس میں کسی شق سے اعتراض ہوا تو ہم ہر روز افہام و تفہیم سے جناب اس کو delete بھی کرتے ہیں اور وہ ہم کمیٹی میں دیکھ لیں گے جس طرح فاضل وزیر قانون کہیں گے لیکن خدارا یہ قانون ضرور بننے دیجیئے اس لئے کہ آئندہ مقصد بھی پورا ہو اور اس ایوان کی بالادستی بھی ثابت ہو۔

**جناب چیئرمین**۔ جی جناب لاءمنسٹر صاحب۔

**Mian Raza Rabbani:** Sir, before I go into the merits and demerits

of this. I would just have one small request through you to Chaudhry Anwar Bhinder Sahib that he is well aware that I have always tried to accommodate the point of view from any of the Senators which has come forth in legislation and that is still my endeavour and that is the endeavour in fact of the Govenment to have as wide benefit of opinion on legislation as far as possible. So, therefore, there are certain procedural difficulties which are coming in my way, which I would not like to bring them right now on the floor but I tell you in Chamber and I can tell the honourable Senator also. So, therefore, my only request is that I would not oppose the Bill right now, I would not support it, if he could just let it go till the next Private Member's Day, I would be in a better position, may be we can just take it to the Standing Committee. So, I would just request him, if he can go on till the next Private Member's Day.

**Ch. Muhammad Anwar Bhinder:** Sir, I have no objection.

**جناب چیئرمین:** کیا ہے اب۔ اب defer ہو گیا ہے تو پھر کیا ہے۔ اگلی دفعہ کہہ لیں۔ بی شفقت محمود صاحب ۔ پبلک کے پر زور اصرار پر۔

**Mr. Shafqat Mahmood:** Mr. Chairman, thank you very much. I am not a lawyer as you are very well aware and therefore, I am in no position to comment on the legal or technical niceties. But I can say one thing from a broad perspective and that is the problem that I have with this Bill. The problem, sir, is that already the litigation in this country has reached such a tremendous proportion that nothing gets decided. I quote at this instance although it is not meant to point out towards any member of the House. But the President of Pakistan feeling agrieved by some item which came in a newspaper, has filed petition, a civil petition, in a civil court of Islamabad. And now two years have

passed and evidence has been taken . But no judgement has been announced. And my own feeling is that even as high a personage as the President of Pakistan, if he were to pursue that case diligently and make sure that everything is done, even then there is no possibility of any decision including reviews and petitions and that the possibility of entire judicial finishing process within less than 20 years is not possible and that is if all the ( ++++++) etc., of a high personage is put behind it ..........

**Mr. Chairman:** So, you are saying that he put in pressure.

**Mr. Shafqat Mahmood:** No, sir, let me finish, let me finish. Of coarse our President would do nothing of this sort. Therefore.......

جناب چیئرمین: آپ ہی کہہ رہے ہیں میں تو نہیں کہہ رہا-----

جناب شفقت محمود: نہیں جناب میں ایک مثال دے رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: کہ despite his (++++++) کام نہیں ہو رہا۔

جناب شفقت محمود: نہیں نہیں میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر---- وہ تو کریں گے ہی نہیں، وہ تو نہیں کریں گے۔ لیکن میں صرف ایک مثال دے رہا ہوں۔

**Mr. Chairman:** Number 1, it shows (+++++), number 2, it shows the effectiveness of the President.

جناب شفقت محمود: جناب میں یہ ایک عرض کر رہا ہوں، میں تو وہ ایک مثال دے رہا تھا۔ پریزیڈنٹ صاحب نے تو ایک......

جناب چیئرمین: بہرحال. these words are expunged. they are not to be reported.

(++++++) *The word expunged by the orders of the Chairman*

Mr. Shafqat Mahmood: So, what I am saying; sir, is that if we continue to allow these legal niceties to further hamper the final ajudication of a matter, then the matters will never end. In fact the problem of our state and the problem of our Governments, sir, is that our judicial system is completely failing to deliver and therefore, I request on a broad matter of principle that all such legal matters which somehow hinder the final ajudication of a dispute at a higher court or a middle court or a lower court. We must take a hard look at. And we must try and simplify and infact we must do away with these. This has got nothing to do with Government since it is a Private Member's Day and I am saying it, I am totally against the idea of writ jurisdiction of high courts. What has happened with writ jurisdiction. Under article 199, hundreds and thousands of thousands of petition are before the higher courts. With the result that thousands and thousands of cases are pending and nothing is decided upon, it is admit notice may be one hearing, two hearing and that is it and then the stay order is given and the matter languishes for years and years and years, it does't get resolved anywhere. There are many many democracies where there is no writ petition. There are many many democracies where the higher judiciary only takes cognisance of appeal which is coming through the lower judicial process. So, therefore, in a situation like ours, where we are almost near collapse as far as our judicial system is concerned. We should not further complicate matters. I know that the legal community, (+++++++) Because the greater the complications, the greater the problem, they can move another application and an another application and then another application and the matter never ends.

جناب چیئرمین: بات تو سن لیں ناں۔ بہر حال یہ ایک نقطہ نظر ہے۔

*(interruption)*

جناب چیئرمین: بھئی آپ بن تو لیں ناں پھر بعد میں جواب دیں۔ سن لیں۔

Mr. Shafqat Mahmood: I am sorry, sir, what I should have said was some lawyers. I do not mean all lawyers The honourable members of this House are very good lawyers and they would never do it. But I am saying some (+++++++) which is not in the interest of justice. I submit that the honourable members of this House are very good lawyers and they would never do it. But I am saying (++++++++++++)

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: In the interest of justice.

Mr. Shafqat Mahmud: Not in the interest of justice. I submit to you Bhinder Sahib, the honourable member, that it is not in the interest of justice Some of

these are not trying to further the concept of justice They don't want (++++++) Some of them though not all, they are interested to go to a civil court get a stay order, go to a High Court get a stay order, go to the Supreme Court, move a review. So, Sir, all I am saying is I differ to the superior knowledge of my learned colleague and honourable member Mr Anwar Bhinder who has vast experience. I differ to his legal experience I also defer to the legal experience of all my friends sitting here. But all I am saying is please have mercy on the people of this country, please simplify the judicial procedure, please let things get resolved otherwise I tell you, Sir, this is a society which cannot enforce any kind of contract. Please tell me that in our judicial courts, you take ten rupees stamp paper, you take thousand rupees stamp paper, you take a million rupees xxxxxxxxxx paper, you take a million rupee stamp paper. There is no way the

(+++++++++) The words expunged by the orders of the Chairman

courts cannot enforce that contract because the procedures are so complicated that there is no way that matter is going to be resolved. Therefore, anything written on a so called stamp paper is not worth the paper on which it is written.

**Ch. Muhammad Anwar Bhinder:** We are with you.

**Mr. Shafqat Mahmud:** So, I am saying Sir, that rarely one gets an opportunity to say this thing. All I am saying is as the upper House of the Parliament, as most senior parliamentarians are present in this House I request you to please consider what kind of torture the ordinary people of this country are going through. I have been a District Magistrate myself Mr. Chairman, I have seen personally the kind of litigation problems that the people are having. Nothing gets resovled and the amount of corruption in some of the lower courts is wide spread. So, let us not further tinker with this law. If we have to tinker with the law we should tinker with it for only one purpose and that is to simplify it, that is to lessen these appeals process, let the matter be adjudicated and finally put to rest. That is my only request. Thank you very much.

**جناب چیئرمین۔** جہاں تک delay کی بات کا تعلق ہے، یہ بات تو آپ کی درست ہے کہ delay بھی بہت ہوتی ہے لیکن اس کا علاج کیا ہے، اس کے بارے میں مختلف آراء ہو سکتی ہیں۔

**جناب آفتاب احمد شیخ۔** جناب والا! وکیلوں کے خلاف بات آئی ہے۔ آپ اسے expunge کریں۔

**جناب چیئرمین۔** وکیلوں کے خلاف کیا لکھا ہے۔

**Mr. Aftab Ahmed Sheikh:** Law Committee is involved in getting it ... [illegible]

Mr. Chairman: No, I think that should be expunged. I think the remarks against the lawyers are expunged

Mr. Raza Rabbani: Thank you, Sir.

Mr. Chairman: But inspite of this they are expunged.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ جناب والا ! کبھی کبھی دونوں اطراف کے جو وکیل حضرات ہیں ، وہ ہم جیسے layman لوگوں کی بات بھی سن لیا کریں ۔

جناب چیئرمین ۔ بنیادی طور پر انہوں نے بات صحیح کہی ہے There are یعنی problems. There is no denying that. Acatually these are problems all over. امریکہ میں بھی we have these problems of delay. In England, there are problems of delay اور ہمارے میں کچھ زیادہ ہے کیونکہ ہم نے اس شعبہ میں investment بالکل نہیں کی ہے ۔ آپ دیکھیں کہ 1947 کے بعد اس شعبے میں ہم نے کتنی investment کی ہے؟ ہم نے سڑکوں پر کی ہوگی ، ہسپتالوں پر کی ہوگی اور دیگر شعبوں میں کی ہوگی rightly so لیکن اس شعبے میں کیا investment کی ہے؟ in the manpower, in expanding the courts, in expanding the facilities اور litigation جو ہے وہ اتنی بڑھ گئی ہے، restrictions کا آپ نے خاص طور پر ذکر کیا ہے ۔ اس کے علاوہ laboaur laws ایک نئی فیلڈ بن گئی ہے ۔ انشورنس کی فیلڈ ہے ۔ taxation کی فیلڈ ہے ۔ اب Banking Tribunals آ گئے ہیں ۔ بے شمار ایسی چیزیں ہیں ۔ سوشل سیکیورٹی کی چیزیں آ گئی ہیں یعنی litigation has expanded thousand fold and yet the investment in this field یعنی آپ دیکھیں کہ اگر پہلے لاہور ہائی کورٹ میں دس جج تھے تو آج پچاس ہوں گے ۔

But look at the litigation. All these problems are there.

جناب شفقت محمود ۔ جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ ہائی کورٹ کے جج پچاس کیوں ہوں ؟ ہائی کورٹ کے ججوں کے پچاس ہونے کے بارے میں ، میں عرض کروں گا کہ اس سے ہائی کورٹ کی جو عظمت ہے، اس میں کچھ کمی آتی ہے ۔ دیکھیں ناں ! یہ ہائی کورٹ ہے ۔ جب ہم بچپن میں تھے تو اس وقت ہائی کورٹ کے پانچ چھ جج تھے ۔

جناب چیئرمین۔ یہ چیز تو ضرورت پر depend کرتی ہے۔

جناب شفقت محمود۔ سپریم کورٹ کے پانچ، چھ یا سات جج ہوا کرتے تھے۔

جناب چیئرمین۔ انگلینڈ کے ہائی کورٹ میں ستر سے زیادہ ہیں۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا، آبادی کو بھی دیکھا جائے۔

جناب چیئرمین۔ آبادی سامنے ہے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ہماری آبادی کے لحاظ سے پچاس بھی کم ہیں۔

جناب شفقت محمود۔ میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ procedure کو کم کیا جائے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: This is a matter which requires an indepth discussion

جناب شفقت محمود۔ ہم procedure کو کم کرنا چاہتے ہیں۔

Mr. Chairman: I think there are many people wanting to talk about this. So, let us have a debate under 194.

Mian Raza Rabbani: Sir, I would just like to very briefly state one thing that the concern which the honourable Senator has expressed the Government is fully alive to that and in fact we are committed to providing a cheap and speedy disposal of the cases.

Mr. Chairman: This is very good thing that at least the government is fully alive to all the problems which we are discussing. At least they are alive to that.

Mian Raza Rabbani: Sir, and we are taking effective measures, particularly, in this respect, the Government is taking effective measures to see

that litigation is speeded up and the number of courts is increased. For example. in Banking Tribunals you would have seen that the number of Banking Tribunals has been increased. In the case of Judges. the number of Judges is also being increased. But as I said that as you are yourself well aware of the problem so enormous in itself and as you have rightly pointed out that in the past concentrated or directed efforts with the exception of small intervening ; during which this office has been occupied by the people like you. have been made towards that end. So, I would once again, through you. like to reiterate that we are fully committed to it and we are making concrete efforts in that regard.

Mr. Chairman: In fact, in America Shafqat Mahmud Sahib, the Supreme Courts received let us say thousand appeais or two thousand appeals. They decided that یہ تین سو یا دو سو ہم نے سنی ہیں' summarily. the rest aredismissed-

جناب شفقت محمود- اچھی بات ہے-

جناب چیئرمین - and their argument is کہ جسٹس کا concept تو ایسا ہے - اس
کے اوپر اب اور عدالت بنا دیں تو وہاں پر بھی اپیلیں ہوں گی- وہاں پر بھی کچھ فیصلے up
set ہوں گے . تو final court So, therefore . this is the final court مطلب یہ ہے کہ
فائنل فیصلہ ہم نے کر دیا ہے - صحیح ہے یا غلط ہے - یہ پھر دیکھیں گے-

جناب شفقت محمود- یہی میں عرض کر رہا ہوں-

چوہدری محمد انور بھنڈر- یہ بات اچھی نہیں ہے - میں نے اگر دعویٰ کیا ہے - تو
کم از کم مجھے سن کر فیصلہ کیا جائے - میرے دماغ ' میرے ذہن میں ' میری عقل میں اور میرے
شعور میں کیا بات ہے - وہ یہاں سن کر کیا جا تا ہے - میں سمجھتا ہوں یہ بات درست ہے - باقی
رہا سوال ججز کے کام کرنے کا ' ججز کافی کام کرتے ہیں - شفقت محمود صاحب ! مئلہ صرف اتنا ہے
کہ ۸۰ ہزار کیس ہوں تو جج صاحب کیا کریں اور جج سے آئیں-

جناب شفقت محمود۔ جناب امریکن سپریم کورٹ کا آپ نے مثال دیا۔ اگر امریکن سپریم کورٹ میں وہ دس فیصد cases کو سنتے ہیں اور ۹۰ فیصد کو بھیج دیتے ہیں تو کم از کم قصہ ختم ہوا۔ مطلب، یہ کہ لوگوں کو پتہ چل گیا۔ اب آخری اپیل آف کورٹ سے بھی معاملہ ختم ہو گیا ہے۔

*(interruptions)*

Mr. Chairman: You must have heard of cases

کہ defer ہو گئے ہیں بارہ سال سے پڑا ہوا ہے۔ اپیل ہو رہی ہے۔ ریویو ہو رہا ہے۔

جناب شفقت محمود۔ Sir, what I am saying, in normal civil matters, law of tort جہاں پر ہے۔ یا contract ہے۔ وہ تو resolve ہو جاتا ہے---

Mr. Chairman: Anyhow, this is worth discussion

اس کو ڈسکس کرنا چاہیئے۔ شفقت صاحب اس پر کوئی مناسب موشن لائیں۔ everybody wants to talk about it. Inefficiency across the board یہ نہیں ہے کہ کوئی زیادہ بہتر کرے۔ پورے لوگوں میں deterioration ہوئی ہے پوری قوم کی ہوئی ہے۔ اس میں judiciary بھی شامل ہے۔

جناب چیئرمین۔ چلیں ڈاکٹر ریحان صاحب۔

میاں رضا ربانی۔ deterioration of the Speaker جو جملہ ہے۔

that may be expunged.

جناب چیئرمین۔ وہ جنرل بات ہے۔ they should also know

Mian Raza Rabbani: No. I would be grateful if ........

جناب شفقت محمود۔ لا منسٹر صاحب کیا کہہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ کہہ رہے ہیں کہ deterioration of judiciary جو الفاظ استعمال کیے ہیں۔ I think اس میں کوئی ایسی بری بات نہیں ہے۔

جناب شفقت محمود - میرا پرسوں نوائے وقت میں بیان چھپا ہے - میں نے کہا ہے کہ عدالتیں جو ہیں ہمارا عدالتی نظام جو ہے وہ تباہ ہو چکا ہے۔ ایسی کونسی بات ہے -

Mian Raza Rabbani: Sir, but I think judiciary and parliament are two institutions....

جناب چیئرمین - ہاں مگر سچ بات کہنے میں کیا حرج ہے - we have no motives to anybody. Standards have fallen everywhere ایڈمنسٹریشن ہے ، جوڈیشری ہے ، پارلیمنٹ ہے ۔ ہر جگہ یہ مسئلہ تو ہے ناں - تو یہ کوئی ایسی بات نہیں کسی پہ motives نہیں ہے ، کسی پر کوئی الزام تراشی نہیں ہے - جنرلی جس طرح بات ہو رہی ہے جی ہر طرف ایک مسئلہ ہے جس کو میرے خیال میں کسی مناسب طریقے سے ڈسکس کیا جائے تو بہتر ہوگا - جی جناب مسعود کوثر صاحب -

سید مسعود کوثر - شکریہ مسٹر چیئرمین صاحب ! آپ نے مجھے بھی موقع دیا - اس میں پہلی جو ڈسکشن ہونی تھی وہ تو بھنڈر صاحب کا بل تھا...

جناب چیئرمین - وہ تو اب ڈیفر ہو گیا ناں۔

سید مسعود کوثر - یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ وہ جب آپ نے ڈیفر کر دیا تو اس کے بعد شفقت صاحب نے جس انداز میں اس معاملے پہ وہ بولے اس سے کافی confusion پیدا ہو گیا - جہاں تک بل کی نوعیت کا تعلق ہے وہ موقع آئے گا تو ہم دیکھیں گے - اس کو کس طریقے سے اپوز کیا جائے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک معزز رکن کی طرف سے یک طرفہ ایک بات ہو جائے اور اس کو اس طرح اگر جانے دیا جائے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں یہ بہت بڑی زیادتی ہوگی۔ جناب والا! آج صبح سے ہی کچھ دن ایسا رہا ہے۔ کہ ایک ہمارے انتہائی قابل احترام ممبر قاضی حسین احمد صاحب نے کہا کہ میں ایک ایسے آئین کو نہیں مانتا ایسے قانون کو نہیں مانتا جو مجھے قبائلی علاقے میں جانے کی اجازت نہ دے - اس کے بعد ابھی شفقت صاحب نے جو کہ بنیادی طور پر ایک بیوروکریٹ ہیں۔ اور آج پھر ان کا وہ جذبہ دوبارہ ابھر آیا۔ جیسا کہ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا ڈپٹی کمشنر کی حیثیت سے بول رہے ہوں ۔تو میں یہ سمجھتا ہوں جناب والا ! کہ یہ اسی طبقے کی نمائندگی کررہے ہیں جو طبقہ عوام کے حصول انصاف کے راستے میں

عدالتوں کو رکاوٹ سمجھتا ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں ۔ اگر یہ عدالتیں نہ ہوتیں تو یہ چھوٹے سے لے کر بڑے انتظامیہ کے افسر ہوتے ہیں ۔ وہ لوگوں کا جینا دوبھر کردیتے ۔ اور دوسری بات یہ ہے جناب والا ! کہ جب بھی عدالتی اختیار انتظامیہ کے ہاتھ میں ہوتے ہیں وہاں پر تمام انصاف کی دھجیاں اڑتی ہیں ۔ میں یہ بات کررہا ہوں کہ جناب جہاں تک عدلیہ کا تعلق ہے ۔ جناب یہاں ہر شخص کہتا ہے کہ آئین کی بالا دستی ہو ۔ اور یہاں oath لی ہے ہر ممبر نے کہ میں اس آئین کی اور اس کے جو تحت قواعد بنے ہیں میں اس کی پاسداری کروں گا ۔ اور جب یہ آجاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ نہ میں اس قانون کو مانتا ہوں کہ اس آئین کو مانتا ہوں ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ جو باتیں کررہے ہیں ۔ وہ سراسر نہ صرف عدالتوں کی توہین ہے بلکہ اس آئین کی بھی توہین ہے ۔ کیونکہ اس ---

(مداخلت)

سیدمسعود کوثر ۔ جناب میری سابقہ کمشنر یا ڈپٹی کمشنر سے اپیل ہے کہ وہ میری بات کو سنیں ۔

عرض میری یہ ہے جناب کہ یہ ایک آئینی ضرورت ہے ۔ اس میں ہمارے الگ نقطہ نظر ہے ۔ اس موضوع پر کہ آیا سپریم کورٹ کے رولز کے ہوتے ہوئے ہمیں دوسرا ایکٹ پاس کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں ۔ وہ ہم بعد میں کریں گے ۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ رٹ jurisdiction پر جو ان کے خیالات ہیں ۔ جناب والا ! رٹ jurisdiction کس کے خلاف ہے ۔ اگر آج آپ کی بیوروکریسی صحیح طور پر ایمانداری سے کام کرے تو آدھے رٹ petitions ادھر ہی ختم ہو جائیں گے ۔ جب لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے ۔ جہاں کی جائیداد کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے ۔ جب ان کی ذات کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے ۔ جب ڈپٹی کمشنر صاحب کسی آدمی کو پکڑ کر پھینک دیتے ہیں ۔ اور اگر رٹ پٹیشن بھی نہ ہو یا اور بھی طریقہ نہ ہو تو پھر کس کے پاس جائیں گے ۔ ---

جناب چیئرمین۔ان کے مطابق کمشنر کے پاس کرنی چاہیے ۔

سیدمسعود کوثر ۔بات یہ ہے جناب والا ! ایک دن جب وہ پروژنل آئینی آرڈر پاس ہوا تو ہوم سیکریٹری کے پاس مالاکنڈ ایجنسی کے اپیل تھی تو میں وہاں گیا ۔ تو کہنے

لگا اچھا آپ بھی آ گئے ۔ کہ اس کا کیا فائدہ ہوگا اور کیا نقصان ہوگا ۔ میں نے کہا جناب والا ! آپ تو اس کرسی پر بیٹھے ہیں تو آپ کو فائدہ فائدہ ہی نظر آئے گا ۔ جب آپ ادھر آ کر بیٹھیں گے تو آپ کو نقصان ہی نقصان نظر آئے گا ۔ تو یہ تو اختیارات کی بات ہے ۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑی بات نہیں کہ انصاف ملنا چاہیے ۔ وہ انصاف بہتر ہے کہ دیر سے ہی ملے بجائے اس کے کہ بے انصافی ہو ۔ اور سپریم کورٹ کے review کے جو اختیارات ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کہیں نہ کہیں غلطی ہو سکتی ہے انسان سے ۔ اور review power سپریم کورٹ ابھی تک استعمال کر رہی ہے ۔ تو ایسی کوئی بڑی بات نہیں ہے کہ review کے power نہیں ہونے چاہییں ۔ اور چونکہ یہ رکھا گیا ہے کہ وہی عدالت ہو ، وہی ججز ہوں ، وہی وکیل ہو تاکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ کوئی ایسا پہلو جو کہ error of record or patently ہو تو اس کو درست کی جا سکے ۔ جہاں تک دوسری چیزوں کا تعلق ہے میں جب موقع آئے گا جناب والا ! پھر اپنے خیالات کا اظہار کروں گا ۔

**جناب چیئرمین ۔** تو لب لباب یہ ہے کہ پہلا وکیل اچھا کیا جائے ۔ جی جناب قاضی حسین احمد صاحب آن پرسنل وضاحت ۔

**قاضی حسین احمد :** جناب چیئرمین میں جناب مسعود کوثر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک بات اٹھا کر مجھے موقعہ فراہم کیا کہ میں اس کی وضاحت کرسکوں ۔ میں نے جو بات کی تھی وہ میں نے اس انداز سے کی تھی کہ یہ جو آئین کی جو interpretation کی گئی ہے کہ اس آئین کے تحت قبائلی علاقوں کے لوگوں کو وہاں پولیٹکل پارٹیز نہیں جاسکتیں ۔ وہاں پر لوگوں کو ایسوسی ایشن کا حق نہیں ہے ۔ وہاں تنظیم اتحاد علماء قائم نہیں ہوسکتی ۔ یہ غلط interpretation ہے ۔ میں نے اسی وجہ سے یہ کہا کہ میں جانتا ہوں کہ آئین میں کیا ہے ؟ اور میرے حقوق کیا ہیں ؟ میں اس ملک کا ایک آزاد شہری ہوں ہمارا آئین ہمیں یہ حق دیتا ہے ۔ ہمارا Right of Assocations آئین ہمیں یہ حق دیتا ہے کہ ہم کسی جگہ جا کر جلسہ کرسکتے ہیں ہمارا آئین ہمیں حقوق دیتا ہے ۔ میں نے اسی طرف متوجہ کیا تھا کہ یہ جو پولیٹکل نظام ہے جس میں ایک پولیٹکل ایجنٹ پوری ایجنسی کا بالکل بادشاہ بنا ہوا ہے ۔ ایک خود مختار soverign جس کے

اوپر کوئی عدالت نہیں ہے ۔ جس کے حکم کو کہیں چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ اور وہ جو پابندی لگاتا ہے کہ کوئی پولٹیکل لیڈر نہیں آسکتا، کوئی پولٹیکل پارٹی نہیں آسکتی، حتیٰ کہ وہاں کے لوگ اپنے نظام کے مطابق کوئی ایسوسی ایشن نہیں بنا سکتے ۔ اور انہوں نے چند لوگوں کے حوالے کردیا ہے یہ ایک ظالمانہ نظام ہے ہمارے آئین کے خلاف ہے ۔ اگر ایسا آئین جس میں یہ حقوق نہ ہوں وہ کیسے آئین ہے وہ تو بے آئینی ہے ۔ تو میں نے یہ اسی لئے کہا تھا کہ ایسے آئین کو میں نہیں مانتا۔ مجھے پتہ ہے کہ ہمارا آئین ہمیں کیا حقوق دیتا ہے ۔ مجھے پتہ ہے کہ ہمارے قانون میں کیا ہے ۔

جناب چیئرمین: مطلب تو یہ ہوا کہ آئین کو تو آپ مانتے ہیں اس تشریح کو نہیں مانتے؟

قاضی حسین احمد: جناب چیئرمین! میں یہ بالکل کھل کر کہتا ہوں یہ موجودہ حکومت اس آئین کے خلاف اس ملک کو چلا رہی ہے ۔ یہ موجودہ حکومت اس آئین کو نہیں مانتی ۔ میں آپ کو بتاتا ہوں آپ کے اس آئین میں یہ لازمی ہے کہ judiciary اور انتظامیہ الگ ہو جائیں ۔ لیکن نہیں ہے اس طرح نہیں ہے آپ کے اس آئین کے مطابق یہ لازمی ہے کہ یہاں پر انگریزی کے بجائے اردو سرکاری زبان ہو۔ انگریزی کی معیاد ختم ہوچکی ہے ۔ لیکن آپ نے نہیں کیا؟ آپ کے اس آئین کے مطابق قرارداد مقاصد کے مطابق اور جو قرارداد مقاصد کو پھر آئین کا حصہ بنا دیا گیا ہے آپ کے اوپر یہ لازم ہے کہ آپ اس ملک کے اندر واقعی ایک اسلامی نظام قائم کریں آپ کے ذرائع ابلاغ، آپ کی تعلیم تمام قبول کریں ۔ آپ نہیں کر رہے ہیں آپ کے اس آئین کے مطابق جناب والا یہ جو موجودہ آئین ہے یہ ایک اسلامی آئین ہے اگر اس کے مطابق اس ملک کو چلاتے تو اس کا معاشرہ آج ایک اسلامی معاشرہ ہوتا۔ اس کے آرٹیکل 62 اور 63 کے تحت ایک ایسا آدمی امیدوار بھی نہیں بن سکتا پارلیمنٹ کا صوبائی اسمبلی کا جو صوم صلواۃ کا پابند نہ ہو۔ جو خباثت سے اور بڑے گناہوں سے اجتناب نہ کرتا ہو ۔ اور فرائض کو ادا نہ کرتا ہو۔ آپ کے اس آئین کے 62 اور 63 کے تحت آپ کے وزراء میں ایسے لوگ ہیں جو کھلم کھلا شراب پیتے ہیں ۔ آپ کے ممبروں میں ایسے ہیں جو نماز نہیں پڑھتے ۔ سب لوگوں کو پتہ ہے ۔ میں کہتا ہوں آپ اس ملک کو اس آئین کے خلاف چلا رہے ہیں اور آپ اس آئین کے وفادار نہیں ہیں ۔ اور جو

آپ نے اس کا حلف اٹھایا ہے وہ غلط اٹھایا ہے ۔ اس کی آپ خلاف ورزی کر رہے ہیں یہ میں نے کہا ہے ۔

**جناب چیئرمین:** شکریہ جی ۔ جی لاء منسٹر صاحب پہلے کر لیں ان کا جواب دینا ہوگا ان کو ۔ جی لاء منسٹر صاحب ۔

Mian Raza Rabbani: Sir I am thankful to you. I would most humbly like to set the record straight in as far as the remark that has been made by the honourable senator that the Government is violating the constitution. I would like to state that this Government is committed to enforcing the constitution in its true letter and spirit and I would also like to state that it was the Pakistan Peoples Party Government that was responsible in collaboration with the other parties in the National Assembly and it was a Law Minister of the PPP that piloted the bill for the 1973 Constitution and after that it has been the PPP which has been in the vanguard for the struggle of the restoration of the democracy the rule of law and the supremacy of the Constitution. The PPP does not enjoy the history of supporting Constitutional deviations as certain political parties have and I think it is most unfair to say that a party which brought into being a unanimous Constitution, a party which has constantly struggled for the restoration of the Constitution should today be accused of violating the Constitution.

As far as, the question of separation of judiciary from the executive is concerned, our Government is committed to that and we are taking steps. An effective step has already been taken in the various provinces, be it the Punjab, be it Sindh, or be it Frontier and Baluchistan. The judicial magistrates have already started to function in a limited sphere. And further steps are being

taking to expedite the separation of judiciary from the Constitution . I once again . reiterate that the Government of the Pakistan People's Party is functioning according to the Constitution, is implementing the Constitution in its letter and spirit.

**Mr. Chairman:** Thank you. Law Minister Sahib.②

**Prof. N.D. Khan:** The point has been raised by Qazi Sahib.

قاضی صاحب نے شرع اور سنت کے حوالے سے کچھ باتیں اٹھائی ہیں۔ تو ہمارا ریکارڈ اس معاملے میں بالکل صاف ہے اور اگر آپ دیکھ لیں کہ ۳ برس تک مسلم لیگ کی حکومت کے دوران قومی اسمبلی کے فلور کے اوپر اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹس نہیں آئی ہیں۔ 1st time کہ جب PPP کی حکومت کے دوران اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹس lay ہو گئیں ہیں ور اس پر discussion ہو رہی ہے ۔ تو میرا خیال ہے کہ Islamic values کے اعتبار سے بھی شرع و سنت کے اعتبار سے بھی اور دیگر جو Constitutional requirements ہیں اگر ان سب کا جائزہ لیا جائے تو یہ ایک دیانتدارانہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ہماری حکومت دستور کے مطابق امور مملکت اور ریاست چلانا چاہتی ہے اور جیسا کہ لاءمنسٹر نے کہا ہے کہ Constitution کو restore کرنے میں Constituition's authority کو restore کرنے میں جو struggle پیپلز پارٹی نے کی ہے دوسری جماعت سامنے نہیں آتی ہے۔ اس کے علاوہ بھی اگر آپ سارا جائزہ لیں تو اس سے یہ باتیں بالکل سامنے آتی ہیں۔ اب میں نہیں جانا چاہتا ہوں تاریخ کے ریکارڈ میں کہ مارشل لاء کے ساتھ کون کون لوگ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین : پھر کبھی اچھے موقع پر اس پر بات کریں گے۔ جی جناب شفقت محمود صاحب۔

جناب شفقت محمود: مجھے انتہائی افسوس ہے کہ جو میں نے گزارشات کی تھیں ان کو غلط سمجھا گیا۔ غرض یہ نہیں ہے کہ مجھے خدانخواستہ آئین میں ہے--- judiciary کی میں انتہائی عزت کرتا ہوں۔ کوئی مہذب معاشرہ judiciary کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ سٹیٹ کے جو ۴ ستون ہیں ان میں judiciary ایک ہے۔ میں تو صرف یہ گزارش کر رہا تھا۔ I have the highest respect

for people who are in the judiciary, have been in the judiciary and are likely to be in the judiciary. All I am saying Sir, is this, کہ جو procedural problems ہمارے جوڈیشنل نظام میں ہے۔ جس کی وجہ سے انصاف ملنے میں تاخیر ہوتی ہے۔ میں نے صرف یہ کہا ہے کہ اس پر غور کرنا چاہئیے اور کم از کم غور کیسے کریں گے کہ جب ایک بیماری کو ہم تسلیم ہی نہیں کریں گے۔ اگر ہم کہیں کہ جی بیماری نہیں ہے۔ تو پھر اس کا علاج ہم کیسے دریافت کریں گے؟ میں تو اپنے بھائیوں سے اور خاص طور پر اپنے وکلاء بھائیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ پہلے تسلیم تو کریں کہ ہاں جی ایک بیماری ہے کہ لوگوں کو انصاف جلدی نہیں ملتا اور ایک قانون دان صاحب نے شاید یہ کہا تھا کہ Justice delayed is justice denied. تو اگر ہم لوگوں کی delay کی وجہ سے justice denied ہو رہی ہے-----

جناب چیئرمین : Justice rushed is justice crushed. یہ بھی ہے۔

جناب شفقت محمود : پھر تو justice rushed والی تو اللہ کرے کوئی conditions آئیں ہمارے ملک میں۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کو خدارا! غلط نہ سمجھیں۔

جناب چیئرمین : کوئی اس پر موشن لانے ہر ایک کی دلچسپی کا موضوع ہے۔ پراچہ جی جناب Piracha Sahib has been wanting to say something for a long time.

جناب سیف اللہ خان پراچہ: جناب چیئرمین صاحب! میں بڑا مختصر بات کروں گا کیونکہ ایک تو میں وکیل نہیں ہوں اور نہ میں former bureaucrat ہوں۔ عرض یہ ہے کہ ایک آپ کو incident بیان کرتا ہوں۔ جب قائد اعظم محمد علی جناح ۱۹۴۸ء میں کوئٹہ تشریف لائے۔ تو کوئٹہ ریلوے سٹیشن پر وہ اترے تو اس وقت انگریز AGG (Agent to Governor General) تھا۔ انہوں نے قائد کو کہا کہ جی مجھے ایک شکایت ہے۔ Never in the history of Balochistan, AGG has been summoned in the court in person. یہ جو آدمی ہے اس وقت جو نظام تھا سیشن کورٹ تو نہیں ہوتے تھے اور چیف تھے مجھے ان کا نام بھی نہیں پتہ وہ بھی انگریز تھا۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔

جناب سیف اللہ خان پراچہ۔ نہیں سیکر نہیں تھا ہیرانڈ تھا یا کیا تھا۔ اس نے summon کیا AGG کو to appear in person تو قائد اعظم نے کہا I would be very happy if the honourabel court summons me I will appear. تو عرض یہ ہے کہ بابائے قوم نے تو اس قسم کی بنیاد رکھی تھی مگر آج دن تک میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی بڑا افسر کوئی بڑا politician کورٹ میں summon کیا ہو اور وہ جناب وہ وہاں پر اپنی صفائی پیش کر رہا ہو۔ یہ آج تک میں کبھی نہیں دیکھا نمبر one۔ نمبر 2 انگلینڈ میں کیوں cases فوراً dispose ہوتے ہیں۔ Why? کیوں نہیں linger کرتے تاریخیں کیوں نہیں ہوتیں۔ آخر ہم نے انگلینڈ سے یہ سیکھا ہے۔ میں تو lawyer نہیں ہوں ہمارے اکثر بڑے coleagues lawyers ہیں آخر ہمیں stream line کرنا چاہئیے کیوں تاریخوں پر تاریخیں، تاریخوں پر تاریخیں۔ Why are the cases not disposed of? اس سے تو ہمارا جو ہی سسٹم اچھا ہے جو نظام ہے one, two and three جرگہ شنشتا ہے ختم ہو جاتا ہے۔ یہ تاریخیں دے دے کے لوگوں کو بیزار کر دیتے ہیں۔ There is definitely something wrong اور تیسری عرض یہ ہے کہ میں اپنے Chief Minister of Balochistan سے ملا تھا recently ان کو میں یہ نشاندہی کی کہ Constitution میں یہ requirement ہے judiciary کو الگ کرنا Administration سے۔ تو انہوں نے مجھے کہا کہ تم basically separation کی کہ میں گزارش کی ان سے اور دی ہے دو میں دے مجھے بھی تحریر پہلے صوبائی level سے شروع ہو گی۔ پھر یہ اوپر وفاق پر آئے گی تو ہمیں بلوچستان میں یہ قدم اٹھانا چاہئیے کوئٹہ میں already کچھ کیا ہے اور شہروں کو ہم نے لورالائی ہے سبی ہے ایک دو اور شہر لے لیں تاکہ یہ process of separation of judiciary چلتا رہے۔ ساتھ ساتھ میں نے ان کو کہا کہ indenpence of judiciary جو ہے نہ صرف administratively چاہئیے بلکہ finiancially بھی چاہئیے unless the judiciary is independent میں Law Minister رہا ہوں بلوچستان کا law Minister رہا ہوں though I was not a lawyer اور مجھے پتا تھا کہ ہمارا Chief Justice, I would never say that outside this House دو کرسیوں کے لئے بھی میرا محتاج تھا تو وہ کیسی independence ہو گی؟

جناب چیرمین۔ یہ میجر ایشو ہے اس کو آرام سے discuss کرتے ہیں کئی چیزیں

آئیں گی۔ اب تو فیصلہ یہ کرنا ہے کہ سیشن کل کرنا ہے یا پرسوں کرنا ہے لاء منسٹر صاحب۔ پرسوں کتنے بجے پرسوں شام میں۔ Item move کر دیں۔

ڈاکٹر محمد ریحان - بڑی سیدھی بات ہے جی۔

جناب چیئرمین - نہیں یہ لمبی بات ہے - موشن موو کرکے اس پر سب بات کرناچاہتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریحان- یہ آئٹم نمبر- 4 بڑی سیدھی سادی بات ہے جی۔

جناب چیئرمین - جی مندوخیل صاحب کی بات سنیں مختصر بات۔ چلیں وہ لمبی بات ہے وہ کسی مناسب موقع پر بات کریں گے۔ آپ یہ آئٹم move کر دیں اور adjourn کرتے ہیں کیونکہ کچھ meetings رکھی ہوئیں اس کے بعد we have dealt in also جی جناب ریحان صاحب move کر دیں۔

**Dr. Muhammad Rehan:** Sir, I Muhammad Rehan move for leave to introduce a Bill further to amend the Medical and Dental Coucil Ordinance, 1962 [TheMedical and Denatal Council Ordiannce (Amendment) Bill, 1995].

جناب چیئرمین- بس جی move ہو گیا ہے اگلی دفعہ اس کو consider کریں گے آج تو وقت نہیں ہے -

Because there are certain meetings which have been scheduled for afternoon. So, the House adjourn to meet again day after tomorrow on the 26th of September at 4.00 pm.

---

*[The House then adjouned to meet again on 26th of September, 1995 at 4.00 pm.]*

---

PCPPI—4712(97) Senate—29-10-97—180.